



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُ نَزَلَ الْكِتَابَ الْغَايِبِ



سید محمد داؤد غزنوی

سید محمد اسماعیل سلفی

شماره: 49

جلد: 46

جلد: 46

سُود

قرآن وحدیث سے مسئلہ کی سنگینی پر گفتگو!



سرکارِ دو عالم محمد ﷺ

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ  
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ

لبرل ازم نہیں..... نظریہ پاکستان ہی بقاء پاکستان!



مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

زلزلہ متاثرین میں پچاس لاکھ سے زائد مالیت کا  
امدادی سامان تقسیم



اقامت کے بعد نوافل پڑھنا.....!

امام کے پیچھے قرآن کھول کر کھڑے ہونا.....!

فوت شدہ بھائی کے بیٹوں کا حصہ.....!





## درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

## معزز کون؟

ارشاد باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: 13)

”اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا ہے اور پھر تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار رہے۔“

برادری خاندان اور قوموں کی بنیاد پر انسان نے آج تلواریں نیام سے نکال رکھی ہیں اور معزز و محترم بننے کے دنیاوی اور مادیات پر ستانہ اصولوں نے انسان کو اپنے ہی بھائی اور اپنے ہی قبیلہ کے افراد کے سامنے لاکھڑا کیا ہے۔ لیکن اگر انسان اپنے خالق و مالک کی ابدی ہدایت اور کتاب روشن سے رہنمائی لے کر اس دنیا میں زندگی گزارنے کا عزم مصمم کرے تو یہ معاشرہ امن، محبت اور اخوت کی آماجگاہ بن جائے اس صورت میں وہ جان جائے گا کہ قبائل و اقوام اور خاندان و برادری کی تقسیم کا مقصد کیا ہے؟ عزت و توقیر اور احترام و وقار کے ان مصنوعی اصولوں میں سوائے حقوق کی پامالی اور ظلم و ستم کے کچھ نہیں جبکہ فی الحقیقت معزز و محترم وہ ہے جو اپنے دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف سمیٹے ہوئے ہے اور اپنے اوپر تقویٰ کا لباس اوڑھے ہوئے ہے:

﴿يَذِيذُ آدَمَ قَدْ أَتَيْنَا عَلَيْهِمْ لِبَاسًا يُؤَادِبُ سَوَاتِلَهُمْ وَرِيثًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَلِكَ خَيْرٌ﴾ (الأعراف: 26)

”اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس اس سے بھی بڑھ کر ہے۔“

اقوام ماضی نے بھی جب آسمانی اصولوں کو پس پشت ڈالا اور شیطانی شکنجے میں جھکڑے گئے تو ذلت و رسوائی اور بدنامی ان کا مقدر ٹھہری، لیکن اگر وہ اللہ کے اصولوں کو اپناتے تو فرائی نعت اور خوشحالی سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكُنَّا عَنْهُمْ سَبِيلًا﴾ (النحل)

”اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور اور ہم انہیں راحت و آرام کی جنتوں میں لے جاتے۔“

اللہ کی معیت کا اعزاز بھی صاحب تقویٰ کو حاصل ہوگا اور اس اعزاز سے بڑھ کر اور اعزاز کیا ہو سکتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (النحل)

”یقین مانو! اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور حسن سلوک اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔“

مسلمانوں کو جان لینا چاہیے کہ تقویٰ، نیکی اور حسن سلوک ہی اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے جبکہ اس کے بغیر دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

## درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

## بدعات سے بچیں

إِعْن سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَطْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرَفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ". عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ: "فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي." [ (رواه البخاري)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ (اس سے) پیئے گا اور جس نے پی لیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے میں انہیں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔“ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے فرمایا: ”میں کہوں گا یہ تو مجھ سے ہیں (میرے امتی ہیں)۔ مجھے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کر لیے تھے۔ میں کہوں گا اس شخص کے لیے (مجھ سے) دوری ہو جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر لی۔“

ہر مسلمان رسول اکرم ﷺ کی سفارش پر بھروسہ کیے بیٹھا ہے اور اسی امید پر کہ نبی ہمارے سفارش ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی سفارش برحق ہے آپ ﷺ اپنی امت کو عذاب الہی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرمائیں گے لیکن جب آپ ﷺ کو بتایا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپ کے دین میں تبدیلیاں کیں تو یہ سن کر آپ ﷺ سخت ناراض ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ ”جس نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلی پیدا کی اس کے لیے ہلاکت اور مجھ سے دوری ہے۔“

مذکور بالا حدیث میں اسی بات کا بیان ہے کہ آپ حوض کوثر پر اپنی امت کو پانی پلا رہے ہوں گے کہ اچانک ایک ایسا گروہ سامنے آئے گا جن کے اعضائے وضو چاندی کی طرح چمک رہے ہوں گے جس سے ظاہر ہوگا کہ یہ امت محمدیہ کے افراد ہیں۔ حضور ﷺ ان کو پہچان رہے ہوں گے اور وہ آپ ﷺ کو پہچان لیں گے۔ پھر آپ ﷺ اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔ یہ صورتحال دیکھ کر آپ ﷺ فرمائیں گے ”ان کو میرے پاس آنے سے کیوں روک رہے ہیں؟“ تو عرض کیا جائے گا کہ آپ کو علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کتنے نئے کام جاری کر لیے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ سخت ناراض ہوں گے اور فرمائیں گے کہ ”ان کے لیے ہلاکت اور دوری ہے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر دی۔“

اس تناظر میں دیکھیں تو آج لوگوں نے اصل اور خالص دین کو چھوڑ کر خود ساختہ اعمال ثواب سمجھ کر کرنا شروع کر دیے ہیں جو کہ بدعات ہیں وہ لوگ انہیں ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ بدعات اور رسومات کو پہچان کر چھوڑنے کی کوشش کی جائے اور سنت نبوی پر عمل کیا جائے۔

## ”مشرقی پاکستان“ کی یاد میں

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک وطن عزیز جن مخدوش حالات، افسوسناک واقعات اور المناک حادثات سے دو چار ہوا ہے۔ ان میں ”مشرقی پاکستان“ کے سقوط کا سانحہ نہایت دردناک ہے۔ جب بھی ۱۶ دسمبر کی تاریخ آتی ہے سقوط ڈھاکہ کی بہت سی خوفناک اور دل سوز یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ جب ۴۴ سال قبل اپنوں کی سازشوں اور غیروں کی دشمنیوں سے وطن عزیز دولخت ہو کر رہ گیا۔ امریکی انتظامیہ جو بظاہر پاکستان سے دوستی کا دم بھرتی تھی اور پاکستان کو اس خوش فہمی میں مبتلا کیے رکھا کہ پاکستان بچانے کے لیے ساتواں بحری بیڑا آ رہا ہے وہ نہ آیا اور نہ اسے آتا تھا۔ پھر وہی ہوا جس کا تلخ تذکرہ آپ کے پیش نظر ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سقوط غرناطہ و بغداد کے بعد امت مسلمہ کے لیے سقوط ڈھاکہ بہت بڑا سانحہ ہے جس کا زخم مندمل ہونا بڑا مشکل ہے۔ وہ وقت کس قدر اذیت ناک تھا جب پی ٹی وی پر قوم کو وہ اندوہناک منظر دکھایا جا رہا تھا جب کمانڈر ایسٹرن کمانڈ پاکستان لیفٹینینٹ جنرل عبداللہ نیازی نے ڈھاکہ کے پلٹن میدان میں بھارتی جنرل بجیت سنگھ اروڑہ کے قدموں کے آگے اپنے بیچ اور ہتھیار ڈال کر اپنی شکست تسلیم کر لی۔ یہ بڑی شرم اور غیرت کے منافی اقدام تھا جبکہ جنرل نیازی نے کہا تھا کہ بھارتی ٹینک اس کے جسم پر گزر کر ہی ڈھاکہ میں داخل ہو سکیں گے۔ شکست تسلیم کرنے سے پاکستان کی ۹۰ ہزار فوج بھارت کی قید میں چلی گئی۔ متحدہ پاکستان کے حامی کم و بیش پانچ لاکھ افراد شہید کر دیئے گئے۔ اڑھائی لاکھ سے زائد محصورین کیمپوں میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ وہ پاکستان آنا چاہتے ہیں، میاں نواز شریف کے سابق دور حکومت میں محصورین کو پاکستان لانے کے لیے بہت سنا کام ہوا تھا مگر آمر مشرف اور پیپلز پارٹی کے دور میں یہ مسئلہ کٹناٹی میں پڑ گیا۔ اب وزیر اعظم کو اس منصوبے کا احیاء کرنا چاہیے۔ ستم کی بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش میں حسینہ واجد کی حکومت ان لوگوں پر مقدمات قائم کر کے پابند سلاسل کر رہی ہے جنہوں نے اس آئینی حکومت میں متحدہ پاکستان کے لیے خدمات انجام دی تھیں۔ کئی ایک رہنماؤں کو پھانسی بھی دی گئی ہے۔ حکومت پاکستان سفارتی سطح پر اس حکومت سے مذاکرات کے ذریعے جیلوں میں محبوس افراد کو رہا، مقدمات واپس اور سزائیں منسوخ کروائے۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اندرا گاندھی، محبوب الرحمن، ذوالفقار علی بھٹو اور بھٹی خاں سقوط ڈھاکہ کے مرکزی کردار ہیں ان کا جو حشر ہوا وہ دنیا کے لیے سامان عبرت ہے۔ ہمارا مدت سے یہ نقطہ نظر رہا ہے کہ بھارت نے پاکستان کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ اس تاک میں رہا ہے کہ جب بھی موقع ملے تو واہگہ کی لکیر مٹا دی جائے اور پاکستان کو اکھنڈ بھارت میں تبدیل کر دیا جائے۔ مگر ہمارا ایمان ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر اور اسلام کے نفاذ کے لیے معرض وجود میں آیا ہے اس کے دشمن مٹ جائیں گے مگر پاکستان ہمیشہ قائم رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

برصغیر کی تاریخ شاید ہے کہ بھارت کے پہلے وزیر اعظم جواہر لعل نہرو نے جون ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے فارمولے کو تسلیم کر لینے کے باوجود آل انڈیا ریڈیو پر اپنی تقریر میں تقسیم ہند کو ماضی عمل قرار دیا تھا۔ اندرا گاندھی نے ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ پر کہا تھا کہ ”ہم نے نظریہ پاکستان (دوقومی نظریہ) کو خلیج بنگال میں ڈبو کر ہندوستان پر مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکمرانی کا بدلہ لے لیا ہے۔“ اندرا گاندھی کے پوتے کانگرس پارٹی کے جنرل سیکرٹری راہول گاندھی نے ۲۰۰۷ء کو ایک جلسہ عام میں کہا تھا کہ ”گاندھی خاندان کو پاکستان توڑنے کا اعزاز حاصل ہے اور اگر انہیں موقع ملا تو وہ اس تاریخی عمل کو پھر سے دہرانے سے گریز نہیں کریں گے۔“

بھارت کے دیگر انتہا پسند لیڈر ایسے ہی نظریات رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ ان سب کی سازشیں ناکام ہو

مدیر اعلیٰ  
بشیر انصاری  
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس

ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 امت کے نام چند نصیحتیں (علیہ رحم)
- 11 اسوۂ رسول کریم ﷺ
- 17 لبرل ازم ..... سقوط ڈھاکہ اور پاکستان
- 19 مسئلہ سود اور مسلمان!
- 22 مؤرخ اہل حدیث کا حافظہ
- 23 رپورٹ ..... زلزلہ زدگان میں سامان تقسیم
- 24 رپورٹ ..... IIUI میں عالمی سیمینار
- 25 اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام  
اور ترسیل رزمیہ کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اہل حدیث“

چوک اہل حدیث (المعرفہ تیچوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525

email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

- سالانہ ..... 500/- روپے
- ششماہی ..... 300/- روپے
- ہفت روزہ ..... 550/- روپے
- بیرونی نمائندگی سے ..... 5500/- روپے
- نی پرنس ..... 15/- روپے

پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”سپر پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

جائیں گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آئین کی بالادستی، فوج کی سیاست میں عدم مداخلت، عوام کے مینڈیٹ کا احترام اور ملک کے بنیادی نظریہ پر عمل پیرا ہو کر اللہ کی سرزمین پر اللہ کا قانون نافذ کر دیا جائے۔ اسی میں ہماری مشکلات کا حل مضمر ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے ع

علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی!

الحمد للہ! دو قومی نظریہ آج بھی زندہ ہے۔ بھارت، بنگلہ دیش کو سیکولر ملک بنانے میں ناکام رہا ہے۔ ”مشرقی پاکستان“ کے سابق و مرحوم قائدین کی تحریک آزادی اور قیام پاکستان کے لیے خدمات قابل تحسین ہیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو ہندوستان بھر سے آئے ہوئے مندوبین کے عظیم اجتماع لاہور میں مسلم بنگال کے نمائندہ مولوی فضل الحق نے وہ قرار داد پیش کی جس میں ہندوستان کے سیاسی مسئلے کا حل ملک کی تقسیم قرار دیا گیا اور وہی قرار داد قرار داد پاکستان کا روپ دھار گئی۔ سات سال کے مختصر عرصہ میں پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے طور پر نقشہ عالم پر نمودار ہوا اور انتقال اقتدار کا مرحلہ بھی طے پا گیا۔

تجزیہ نگاروں کی یہ بات درست ہے کہ اگر مجیب الرحمن کو اس کا حق دے دیا جاتا اور انتخابات کے نتائج کو تسلیم کر کے اسے اقتدار منتقل کر دیا جاتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ چنانچہ زندہ اور با شعور قومیں اپنے ماضی کی کوتاہیوں اور غلطیوں کے نتائج سے سبق سیکھ کر اپنے حال کو سنوارا اور مستقبل کو نکھارا کرتی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ملک کے مجموعی حالات میں محمد تبہیلی کے لیے کوئی کلام کردگی سامنے نہیں آئی۔ عوام بے شمار مسائل کی زد میں ہیں۔ غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہو رہا ہے۔ عام آدمی ٹیکسوں میں پس رہا ہے۔ بڑے لوگ اپنی دولت بیرون ملک منتقل کیے جا رہے ہیں۔ کرپشن ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ مہنگائی اور بیروزگاری عام ہے۔ لوڈ شیڈنگ بھی جاری ہے۔ ایسے حالات کے باوجود عوام کو سقوط ڈھاکہ کے اصل حقائق سے آگاہ کر دینا ضروری ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

کیوں لٹی، کیسے لٹی عزت و ناموس وطن  
حق تو یہ ہے کہ حق بات بتا دی جائے

## چوہے بلی کے کھیل کا ڈراوا دے کر جمہوریت کو مظلوم ثابت کرنے کا ڈرامہ بند ہونا چاہیے۔ پروفیسر ساجد میر

لاہور..... مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرے اور اعلان کرے کہ ہم کرپٹ عناصر کے ساتھ نہیں اور رینجرز نے جن لوگوں کی نشاندہی کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ جمہوری نظام میں فوج اور رینجرز کا کردار اگرچہ مثالی نہیں ہوتا، فوج اگر بحیثیت ادارہ ملک کو دہشت گردی، لاقانونیت، کرپشن اور اس سے منسلک جرائم سے چھڑکارا دلانے کے لئے منتخب حکومتوں کی مدد کرنا چاہتی ہے تو اسے خوش آمدید کہنا چاہیے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ادارۃ الاصلاح بونگلہ بلوچاں ضلع قصور میں تقریب سے خطاب اور بعد ازاں میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کوئی دو لے شاہ کی چوہی نہیں کہ جس سے فوج اور رینجرز کو خطرہ ہو۔ چوہے بلی کے کھیل کا ڈراوا دے کر جمہوریت کو مظلوم ثابت کرنے کا ڈرامہ اب بند ہونا چاہیے۔ احتساب ہوگا تو کرپشن ختم ہوگی، قانون کی حکمرانی کا ڈنکا بجے گا تو جمہوریت بھی مستحکم ہوگی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ کوئی سول حکومت کسی مخالف کا احتساب نہیں کر رہی بلکہ ایٹکس کمیٹیوں کے زیر انتظام فوج کی نگرانی میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ جس معاشرے میں جمہوریت کا دوسرا نام ہی کرپشن پڑ جائے، وہ معاشرہ جمہوری اور فلاحی نہیں بن سکتا۔ ان کا کہنا تھا کہ سیاستدانوں کو جمہوری نظام کی خرابیوں کو تسلیم کرنا چاہیے۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں احتساب نام کی کوئی شے سرے سے موجود ہی نہیں۔ سندھ میں حکومت نام کی کوئی چیز دور دور تک دکھائی نہیں دیتی۔ جمہوریت کو آڑ بنا کر ملک کو ناکامیوں کی دلدل میں اتارتے چلے جانے کا سلسلہ اب بند ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے ڈی ریل ہونے کا دور دور تک کوئی امکان موجود نہیں۔ فوج سول انتظامیہ کی مدد کر رہی ہے اور اس ایجنڈے کے تحت کر رہی ہے جو اسے نمائندہ عوامی مینڈیٹ نے سونپا ہے۔ ایک واضح مشن اور ایجنڈے کے تحت جو کام ہو رہا ہے اس سے یہ تاثر دینا کہ جمہوریت کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے سراسر غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی قیادت کی کرپشن کے شواہد رینجرز کے چھاپوں میں سامنے آرہے ہیں۔ جس صوبائی حکومت کی پوری کابینہ قانونی گرفت کے خوف سے بیرون ملک جانے کی درخواست دیئے بیٹھی ہو، اس کی گڈ گورنس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اب اس کو اگر ہم جمہوریت کہتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ رینجرز کو اپنی حدود میں رہنا چاہیے اور سول اداروں کو کام کرنے دینا چاہیے، تو اس سے زیادہ احمقانہ بات کیا ہو سکتی ہے۔

جائیں گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آئین کی بلا دستی، فوج کی سیاست میں عدم مداخلت، عوام کے مینڈیٹ کا احترام اور ملک کے بنیادی نظریہ پر عمل پیرا ہو کر اللہ کی سرزمین پر اللہ کا قانون نافذ کر دیا جائے۔ اسی میں ہماری مشکلات کا حل مضمر ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے ع  
علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی!

الحمد للہ! دو قومی نظریہ آج بھی زندہ ہے۔ بھارت، بنگلہ دیش کو سیکولر ملک بنانے میں ناکام رہا ہے۔ ”شرقی پاکستان“ کے سابق و مرحوم قائدین کی تحریک آزادی اور قیام پاکستان کے لیے خدمات قابل تحسین ہیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہندوستان بھر سے آئے ہوئے مندوین کے عظیم اجتماع لاہور میں مسلم بنگال کے نمائندہ مولوی فضل الحق نے وہ قرار داد پیش کی جس میں ہندوستان کے سیاسی مسئلے کا حل ملک کی تقسیم قرار دیا گیا اور وہی قرار داد قرار داد پاکستان کا روپ دھار گئی۔ سات سال کے مختصر عرصہ میں پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے طور پر نقشہ عالم پر نمودار ہوا اور انتقال اقتدار کا مرحلہ بھی طے پا گیا۔

تجزیہ نگاروں کی یہ بات درست ہے کہ اگر مجیب الرحمن کو اس کا حق دے دیا جاتا اور انتخابات کے نتائج کو تسلیم کر کے اسے اقتدار منتقل کر دیا جاتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ چنانچہ زندہ اور با شعور قومیں اپنے ماضی کی کوتاہیوں اور غلطیوں کے نتائج سے سبق سیکھ کر اپنے حال کو سنوارا اور مستقبل کو نکھارا کرتی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ملک کے مجموعی حالات میں صحتمند تبدیلی کے لیے کوئی کھل کر دگی سامنے نہیں آئی۔ عوام بے شمار مسائل کی زد میں ہیں۔ غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہو رہا ہے۔ عام آدمی ٹیکوں میں پس رہا ہے۔ بڑے لوگ اپنی دولت بیرون ملک منتقل کیے جا رہے ہیں۔ کرپشن ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ مہنگائی اور بیروزگاری عام ہے۔ لوڈ شیڈنگ بھی جاری ہے۔ ایسے حالات کے باوجود عوام کو سقوط ڈھاکہ کے اصل حقائق سے آگاہ کر دینا ضروری ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

کیوں لئی، کیسے لئی عزت و ناموس وطن  
حق تو یہ ہے کہ حق بات بتا دی جائے

## چوہے بلی کے کھیل کا ڈراوا دے کر جمہوریت کو مظلوم ثابت کرنے کا ڈرامہ بند ہونا چاہیے۔ پروفیسر ساجد میر

لاہور..... مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرے اور اعلان کرے کہ ہم کرپٹ عناصر کے ساتھ نہیں اور ریجنرز نے جن لوگوں کی نشاندہی کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ جمہوری نظام میں فوج اور ریجنرز کا کردار اگر چہ مثالی نہیں ہوتا، فوج اگر بحیثیت ادارہ ملک کو دہشت گردی، لاقانونیت، کرپشن اور اس سے منسلک جرائم سے چھٹکارا دلانے کے لئے منتخب حکومتوں کی مدد کرنا چاہتی ہے تو اسے خوش آمدید کہنا چاہیے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ادارۃ الاصلاح بونگلہ بلوچاں ضلع قصور میں تقریب سے خطاب اور بعد ازاں میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کوئی دو لے شاہ کی چوہی نہیں کہ جس سے فوج اور ریجنرز کو خطرہ ہو۔ چوہے بلی کے کھیل کا ڈراوا دے کر جمہوریت کو مظلوم ثابت کرنے کا ڈرامہ اب بند ہونا چاہیے۔ احتساب ہوگا تو کرپشن ختم ہوگی، قانون کی حکمرانی کا ڈنکا بجے گا تو جمہوریت بھی مستحکم ہوگی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ کوئی سول حکومت کسی مخالف کا احتساب نہیں کر رہی بلکہ ایپیکس کمیٹیوں کے زیر انتظام فوج کی نگرانی میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ جس معاشرے میں جمہوریت کا دوسرا نام ہی کرپشن پڑ جائے، وہ معاشرہ جمہوری اور فلاحی نہیں بن سکتا۔ ان کا کہنا تھا کہ سیاستدانوں کو جمہوری نظام کی خرابیوں کو تسلیم کرنا چاہیے۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں احتساب نام کی کوئی شے سرے سے موجود ہی نہیں۔ سندھ میں حکومت نام کی کوئی چیز دور دور تک دکھائی نہیں دیتی۔ جمہوریت کو آڑ بنا کر ملک کو ناکامیوں کی دلدل میں اتارتے چلے جانے کا سلسلہ اب بند ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے ڈی ریل ہونے کا دور دور تک کوئی امکان موجود نہیں۔ فوج سول انتظامیہ کی مدد کر رہی ہے اور اس ایجنڈے کے تحت کر رہی ہے جو اسے نمائندہ عوامی مینڈیٹ نے سونپا ہے۔ ایک واضح مشن اور ایجنڈے کے تحت جو کام ہو رہا ہے اس سے یہ تاثر دینا کہ جمہوریت کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے سراسر غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی قیادت کی کرپشن کے شواہد ریجنرز کے چھاپوں میں سامنے آرہے ہیں۔ جس صوبائی حکومت کی پوری کابینہ قانونی گرفت کے خوف سے بیرون ملک جانے کی درخواست دیئے بیٹھی ہو، اس کی گڈ گورنس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اب اس کو اگر ہم جمہوریت کہتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ریجنرز کو اپنی حدود میں رہنا چاہیے اور سول اداروں کو کام کرنے دینا چاہیے، تو اس سے زیادہ احمقانہ بات کیا ہو سکتی ہے۔



جناب مولانا  
حافظ ابو محمد عبدالستار رحمہ اللہ  
مرکز الدراسات الاسلامیہ  
سلاخان کالونی میاں چمن فائبرل پاکستان  
فون: 0300-4178626 - 065-2663317  
Email: hammad3316@yahoo.com

# احکام و مسائل

## حقدار فوت شدہ بیٹے کا حصہ

**سوال**

ایک آدمی فوت ہوا اس کے پسماندگان میں تین بیٹے تھے ابھی جائیداد تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ فوت شدہ بیٹے کی آگے اولاد موجود ہے باقی دو بیٹوں نے جائیداد پر قبضہ کر لیا ہے وہ اپنے بھتیجیوں کو ان کے باپ کا حصہ نہیں دیتے جو فوت ہو چکا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

**جواب**

شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کی متروکہ جائیداد حقدار ورثاء میں تقسیم کر دی جائے وہ تین مراحل سے گذر کر ورثاء میں تقسیم کے قابل ہوگی:

۱۔ اگر میت کے کفن و دفن کا انتظام کرنے والا کوئی نہ ہو تو ترکہ سے مناسب طریقہ سے اس کا انتظام کیا جائے۔

۲۔ میت کے ذمے جتنا بھی قرض ہو اس کی ادائیگی کی جائے خواہ تمام جائیداد صرف ہو جائے۔

۳۔ میت کی جائز وصیت کو شرعی حد تک پورا کیا جائے۔

باقی ماندہ جائیداد کو ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے ورثاء کی تین اقسام حسب ذیل ہیں:

۱۔ جن ورثاء کے حصے کتاب وسنت میں متعین ہیں انہیں اصحاب الفرائض کہا جاتا ہے۔

۲۔ جن قریبی رشتہ داروں کے حصے متعین نہیں بلکہ وہ بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں انہیں عصباء کہا جاتا ہے۔

۳۔ وہ قریبی رشتہ دار جو اصحاب الفرائض یا عصباء نہ ہوں انہیں ذوی الارحام کہتے ہیں۔

صورت مسئلہ میں فوت ہونے والے کے تین بیٹے تھے جو عصباء ہیں اور باپ کی پوری جائیداد کے وارث ہیں۔ باپ کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور ایک حصہ ہر بیٹے کو دیا جائے گا۔ بہتر تھا کہ باپ کی جائیداد کو وفات کے بعد فوری طور پر تقسیم کر لیا جاتا تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ ہو لیکن بوجہ ایسا نہیں ہوا اس دوران ایک بیٹا فوت ہو گیا جس کی آگے اولاد ہے اب چونکہ فوت ہونے والا بیٹا باپ کی وفات کے وقت زندہ تھا اس لیے وہ باپ کی جائیداد میں دوسرے بیٹوں کے ہمراہ برابر کا حصہ دار ہے اس کے فوت ہونے کے بعد اس کا حصہ اس کی اولاد کو دے دیا جائے۔ عدل وانصاف اور شریعت کا تقاضا یہی ہے۔ دوسرے بیٹوں کا اس کے حصے پر قبضہ کر کے اپنے بھتیجیوں کو اس سے محروم کرنا شرعاً درست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”جو لوگ ناحق ظلم سے تیرہوں کو مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور وہ عقریب دوزخ میں جائیں گے۔“ (النساء: ۱۰)

اس آیت کے پیش نظر متوفی کے بھائیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے فوت شدہ بھائی کا حصہ اپنے بھتیجیوں کو بخوبی ادا کر دیں۔ واللہ اعلم!

## اقامت کے بعد نوافل پڑھنا

**سوال**

ایک نمازی سنتیں یا نوافل پڑھ رہا ہے اس دوران فرض نماز کی اقامت ہو جاتی ہے تو کیا نماز نفل توڑ کر امام کے ساتھ شامل ہو جانا چاہیے یا وہ اپنی نماز مکمل کر کے نماز باجماعت میں شریک ہو؟ وضاحت فرمادیں۔

**جواب**

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ نماز باجماعت کھڑی ہو جاتی ہے اس کے باوجود کچھ نمازی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں ایسا کرنا شرعاً درست نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”جب فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہوتی۔“ (مسلم صلوٰۃ المسافرین: ۱۰۷)

اگرچہ کچھ اہل علم بایں طور نرم گوشہ رکھتے ہیں کہ اگر نمازی نے ایک رکعت پڑھ لی ہے اس دوران اقامت ہو جاتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ خفیف انداز میں اپنی دوسری رکعت ادا کر کے امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور اگر وہ پہلی رکعت میں ہے تو اسے نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔

ہمارے رجحان کے مطابق یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ درج بالا حدیث کی اس سے خلاف ورزی ہوتی ہے۔ لہذا اس حدیث کے مطابق نمازی انسان کو چاہیے کہ وہ فرض نماز کو اہمیت دے اور وہ اپنی نفل نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ البتہ آخری تشہد اور سجدہ میں اقامت ہو جائے تو ایسی حالت میں جماعت کے ساتھ کوئی رکعت فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ لہذا اس صورت میں نفل نماز پوری کرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ بہر حال نمازی کو چاہیے کہ وہ فرض نماز کو اہمیت دے اور فرض نماز کی اقامت ہونے کے بعد نوافل یا سنت کو ختم کر کے فرض نماز میں شمولیت کر لے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اسے نوافل کے ثواب سے بھی محروم نہیں کرے گا۔ واللہ اعلم!

## کسی بزرگ کے لیے کہنا کہ ”آپ کے چہرے سے برکت پھرتی ہے“

**سوال** بعض اوقات کسی بزرگ کو دیکھ کر عام لوگ کہہ دیتے ہیں کہ آپ مجسم برکت ہیں یا آپ کا آنا باعث برکت ہے یا کہنا کہ آپ کے چہرے سے برکت پھرتی ہے، کیا اس قسم کے الفاظ کہنے کی شرعاً اجازت ہے؟

**جواب** برکت کا معنی بڑھوتری اور اضافہ ہے اس کی دو اقسام ہیں:

❖ حسی:..... زیادتی اور اضافہ نظر آئے

❖ معنوی:..... ایسی بڑھوتری جو نظر نہ آئے۔

ان دونوں اقسام کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے، یعنی ہر قسم کی برکت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے لیکن بعض اوقات اسے کسی انسان کی طرف بھی منسوب کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوران سفر ہارگم ہونے پر تیمم کی آیات نازل ہوئیں تو سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے آل ابی بکر! یہ آپ کی کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔“ (بخاری، التیمم: ۳۳۴)

جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ (بزرگوں) کا آنا ہمارے لیے باعث برکت ہے، ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ برکت، کسی بزرگ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ذاتی طور پر برکت تقسیم کر رہا ہے، بلکہ ان الفاظ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ (بزرگوں) کے آنے کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی برکت حاصل ہوگی۔ البتہ آپ (بزرگ) مجسم برکت ہیں یا اس قسم کے دیگر الفاظ کا استعمال محل نظر ہے۔

عام طور پر طلب برکت کے تین ذرائع ہیں جن کی وضاحت درج ذیل ہے:

❖ کسی معلوم شرعی امر کے ساتھ برکت طلب کرنا۔ مثلاً قرآن کے ساتھ برکت طلب کرنا، یعنی اس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

❖ کسی معلوم حسی امر کے ساتھ برکت طلب کرنا۔ مثلاً کسی نیک پارسا بزرگ کی دعاؤں سے برکت حاصل کرنا، اللہ تعالیٰ بعض اوقات نیک لوگوں کے ہاتھوں امور خیر جاری کر دیتا ہے۔

❖ کسی موبہوم امر کے ساتھ برکت حاصل کرنا۔ مثلاً کسی شعبہ باز کی حرکات سے متاثر ہو کر انسان ان سے برکت کا طلبگار ہوتا ہے، اس قسم سے برکت کا حصول باطل اور حرام ہے۔ باطل یا صحیح برکت کی پہچان یہ ہے کہ اگر کسی کا تعلق شرعی احکام سے ہے اور وہ سنت کا تتبع نیز وہ حلال و حرام کی تمیز کرنے والا ہے تو اس کی دعاؤں سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور اگر اس کے برعکس کوئی شخص کتاب و سنت کے مخالف ہے اور باطل امور کی دعوت دیتا ہے تو اس کی حرکات سے متاثر ہو کر برکت طلب کرنا غلط ہے۔ واللہ اعلم!

## امام کے پیچھے قرآن کھول کر کھڑے ہونا

**سوال** ہمارے ہاں رمضان میں کچھ مقتدی امام کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑے ہوتے ہیں تاکہ وہ امام کے ساتھ پڑھتے جائیں اور جب امام بھول جائے تو اسے لقمہ دے سکیں، کیا قرآن وحدیث کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

**جواب** ہمیں چاہیے کہ نماز تراویح کے لیے کسی پختہ حافظ کا بندوبست کریں، اگر حافظ دوران جماعت بکثرت بھولتا ہے تو اچھے سامع کا بندوبست کر دیا جائے جسے قرآن اچھی طرح یاد ہو، لیکن اگر کسی سامع کا انتظام نہیں ہوتا اور حافظ بھی بکثرت بھولتا ہے تو اس کے پیچھے قرآن لے کر کھڑا ہونا جائز ہے تاکہ اسے مناسب وقت پر اچھے انداز سے لقمہ دیا جاسکے، لیکن امام کے پیچھے کئی مقتدی حضرات کا قرآن لے کر کھڑے ہونا تاکہ وہ امام کے ساتھ ساتھ قرآن پڑھتے جائیں ایسا کرنا درست نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مختلف انداز میں کتاب و سنت کی مخالفت ہوتی ہے جو حسب ذیل ہیں:

❖ نمازی حالت قیام میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر نہیں رکھ سکتا۔

❖ ایسا کرنے سے بلا ضرورت بکثرت حرکت کرنا پڑتی ہے جو نمازی کو نماز سے غافل کر دیتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید کھولنا، اسے بند کرنا، پھر اسے بغل یا جیب میں رکھنا۔

❖ نمازی دوران نماز سجدہ کی جگہ پر نظر نہیں رکھ سکتا جبکہ دوران نماز ایسا کرنا سنت اور افضل ہے کہ وہ سجدہ گاہ پر نظر رکھے۔

❖ ایسا کرنے سے نمازی کا خشوع وخضوع بھی متاثر ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کا دل بھی حاضر نہیں ہوتا جو انتہائی ضروری ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق دوران نماز ایسا کرنا درست نہیں، انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ اس کا کوئی متبادل انتظام کرے۔ واللہ اعلم!

# امت کے نام چند نصیحتیں



جناب حافظ یوسف سراج

نظرانی

مترجم: جناب محمد اجمل بھٹی / جناب محمد عارف الیاس

حمد وثناء کے بعد:

لوگو! میں آپ کو اسی چیز کی تلقین کرتا ہوں جس کی تلقین اللہ تعالیٰ نے پچھلی امتوں کو بھی فرمائی تھی اور اس امت کو بھی فرمائی ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ﴾ (النساء: 131)

”تم سے پہلے جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی انہیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے ہوئے ہر کام کرو۔“

جان رکھو! جس نے اس یاد دہانی سے غافلہ اٹھا لیا، وہ سلامتی پا جائے گا اور جو غفلت میں پڑا رہا اسے پھر ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ - هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ - فَاذْكُرُوا أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ (فاطر)

”لوگو! تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو، کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ سن رکھو! کوئی معبود اُس کے سوا نہیں، آخر تم کہاں سے دھوکا کھا رہے ہو؟“

اے مسلمانو! آج کی اس دنیا میں کہ جس کا کونہ کونہ آگ کی لپیٹ میں ہے، آج کے دور میں کہ جس میں بڑی بڑی تبدیلیاں تیزی سے رونما ہو رہی ہیں، ہمیں اپنے دین، ملک، امن اور وحدت کو مزید مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے، کیونکہ تقدیر اچانک صادر ہوتی ہے اور وہ حالات کی کایا پلٹ کر کے دکھ دیتی ہے۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا عہد نامہ تو ہے نہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ نعمتوں میں ہی رکھے گا یا وہ ہمیں ہمیشہ ہی

مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا۔ قوانین فطرت جن کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے، ہم پر بھی اسی طرح لاگو ہیں جس طرح وہ دوسروں پر لاگو ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس وقت تک کسی قوم کا حال نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنا حال نہ بدلے۔ قوانین فطرت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کا کوئی ہدف پورا نہیں ہونے دیتا۔ قرآن کریم میں ایک ایسا قانون ذکر کیا گیا ہے جو پچھلی اقوام پر بھی لاگو تھا اور بے شک وہ ہم پر بھی اسی طرح لاگو ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا

یاد رکھو! آج ایسی طاقتیں ہمارے خلاف سازشیں کر رہی ہیں جن کے مقابلے میں مادی وسائل کے اعتبار سے تو ہم کامیابی مائل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنا کہیں زیادہ لازم ہے یقیناً وہی ہر اس چیز سے بچا سکتا ہے کہ جس سے کوئی طاقتور سے طاقتور بھی نہیں بچا سکتا۔

فَاخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (الاعراف)

”اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر انہوں نے تو جھٹلایا، لہذا ہم نے اُس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے۔“

یاد رکھو! آج ایسی طاقتیں ہمارے خلاف سازشیں کر رہی ہیں جن کے مقابلے میں مادی وسائل کے اعتبار سے تو ہم کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنا کہیں زیادہ لازم ہے یقیناً وہی ہر اس چیز سے بچا سکتا ہے کہ جس سے کوئی طاقتور سے طاقتور بھی نہیں بچا سکتا۔

تعلق باللہ سے مایوسی ختم ہو جاتی ہے، تمام مخالف

طاقتیں بے اثر ہو جاتی ہیں اور تمام دنیاوی پیمانے بدل کر رہ جاتے ہیں۔۔۔ یہ اللہ سے تعلق ہی تو تھا کہ جس نے ابراہیم علیہ السلام پر آگ خوشگوار کر دی تھی، جس نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر خشک کر دیا تھا اور یہ اللہ ہی تھا کہ جس نے اپنے لطف و کرم سے محمد ﷺ کا اور مٹھی بھر کمزور لوگوں کا دین مشرق و مغرب میں پھیلادیا۔

اللہ انہی لوگوں پر کرم نوازی فرماتا ہے جو کرم نوازی کے قابل ہوتے ہیں اور کرم نوازی کے مستلشی رہتے ہیں۔ انہیں اللہ کی کرم نوازی اور تائید حاصل ہوتی ہے اور وہ عزت اور بے نیازی پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ہم سعودی عرب میں اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور

تائید واضح طور پر محسوس کرتے ہیں اور اس کے اثرات و ثمرات سے واقف ہیں۔ دیکھیے! جب دنیا کے لوگ عالمی جنگوں میں بدترین اسلحہ استعمال کر رہے تھے، ایسا اسلحہ کہ

جو اُس وقت، انسانی عقل کی جدید ترین ایجاد تھا۔ ان جنگوں میں ستر ملین سے زائد لوگ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے مگر کوئی ملک ایک بالشت برابر بھی جگہ حاصل نہ کر سکا۔

عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو زمین پر وجود بخشا اور چند افراد کے تعاون سے پرانے اسلحہ اور محدود وسائل سے اس کے اطراف ساتھ ملانے کی توفیق عطا فرمائی۔ پھر اسے امن وحدت سے نوازا اور زمین سے وہ خزانے نکال دکھائے جس کی مثال پوری دنیا میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ یہ سب اس لیے کہ اس ملک کی بنیاد رکھنے والے توحید پرست اور نیک لوگ تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو طاقتور اور تمام اسباب و وسائل کے مالکوں کو بھی میسر نہ آ سکا۔ عین وہی



فَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ  
(اِنْخَوَاتًا) (ال عمران: 103)

”اللہ کے اُس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اُس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اسی کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔“

تاہم تفرقہ بازی کے ہوتے ہوئے ہر نعمت کا مزا ادا ہوا رہ جاتا ہے۔ ہم نے کئی بڑے بڑے ملک دیکھے اور دیکھ رہے ہیں جن میں نہریں بھی بہتی تھیں اور جن کی زمین خزانوں سے مالا مال بھی تھی لیکن شب و روز کے ہیر پھیر نے انہیں فقر و فاقہ اور خوف و ہراس میں مبتلا کر دیا۔ پھر امن و سکون ڈھونڈتے وہ اپنے ملک چھوڑ کر ہجرت کر گئے اور ذلت کے ساتھ غیروں کے ملک میں رہنے میں ہی انہوں نے اپنی بقا سمجھی۔ اللہ انہیں عافیت نصیب فرمائے اور ان کی مصیبت رفع فرمائے!

آج کے دور کی دنیا کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے سیکولرازم اور الحاد کے باوجود ہر مصیبت اور آزمائش کے وقت اپنے دین کی طرف رجوع کرتے ہیں، جنگوں میں لشکر کے لیے خداوند کی تائید اور نصرت کی باتیں کرتے ہیں، جبکہ ہمارے درمیان ہر مشکل اور آزمائش کے وقت کچھ حقیر افراد دین داری کے رویے پر نشتر چلاتے ہیں اور اس کی ظاہری شکلوں کو بگاڑنے کے لیے کربہ نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ شہوات نفس کی تکمیل کے اسباب مہیا بھی کرتے ہیں ان کی ترویج بھی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ شہوات کے تابع ہو جائیں اور آئندہ کل سے غافل ہو جائیں۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں امت اپنی طویل تاریخ میں ٹھوکر کھاتی رہی ہے۔ تاریخ اندلس اور تاریخ بغداد خبروں اور عبرتوں سے بھری پڑی ہیں۔ یاد رکھئے! جس قوم پر مصیبتیں نازل ہو رہی ہوں

منظر رونما ہوا جو دور نبوت میں اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالنے وقت رونما ہوا تھا اور یہی اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا قانون فطرت ہے۔

مسلمانو! ہم عربوں اور مسلمانوں کی جدا جدا طاقت کا مقابلہ غیروں سے کیا ہی نہیں جاسکتا اور اب تو دشمنوں کے منصوبے بھی حد سے بڑھنے لگے ہیں اور امت کے خلاف ان کی چالیں ظاہر ہونے لگی ہیں۔ ان حالات میں اللہ کے سوا ہمارا کوئی حامی اور مددگار ہو ہی نہیں سکتا۔

ایسے حالات میں، جہاں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم فرمان الہی:

﴿وَاحْذَرُوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ (الانفال: 60)

”تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور چاق و چوبند گھوڑے اُن کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو۔“

امن و سکون میں پلنے والا تو ایسے لوگوں کے درد کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے نعمتوں کے زوال سے بچنے کے لیے ان

اسباب کو اپنائے رکھنا چاہیے جو ان نعمتوں کے نزول کا ذریعہ بنے۔ خاص طور پر اس ہتھیار کا استعمال ٹھیک طرح کرنا چاہیے جو آج کے زمانے میں بڑا کارگر ہے، جو معاشرہ کو نکھیر ڈالتا ہے اور ملکوں کو پاش پاش کر چھوڑتا ہے۔ میرا اشارہ پرنٹ اور لیکٹر انک میڈیا کی طرف ہے۔ اللہ کے بندو! آواز پھیلانے، آراء نشر کرنے اور فرد و معاشرے پر تنقید کرنے کے جو ذرائع آج ہمیں میسر ہیں وہ تاریخ میں کسی کو میسر نہ تھے۔ ذرائع ابلاغ اور بالخصوص سوشل میڈیا کی ترقی کے ساتھ ہمیں مثبت کردار بھی نظر آتے ہیں، تاہم ہمیں ان میں برائی زیادہ نظر آتی ہے۔ بہت سے لوگ ان ذرائع کو صرف آراء پیش کرنے کے لیے نہیں بلکہ تفرقہ بازی، بغض، کینہ پروری، طعنہ بازی اور تہمت بازی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

افسوس ناک بات یہ ہے کہ بعض دیندار لوگ بھی اس کا لے کھیل میں ملوث ہیں۔ غلطیاں ڈھونڈتے، برائیاں تلاش کرتے اور بڑی شخصیات کو گرانے کی کوشش

**دین اسلام اپنانے سے صرف آخرت ہی نہیں سنورتی بلکہ دین اسلام ہی امت کے وجود کا سبب اور یہی دین امت کی شناخت ہے۔ وگرنہ اسلام کے بغیر امت ہے ہی کیا؟**

اور جس کی سر زمین کو اور دین کو نشانہ بنایا جا رہا ہو اسے لغویات اور لذتوں سے بہت دور رہنا چاہیے اور تمام تر صلاحیتیں خالق عظیم کا قرب حاصل کرنے میں صرف کرنی چاہیں۔ اسے چاہیے کہ وہ دین میں اخلاص اپنائے، گناہوں اور شہوتوں سے دور رہے، کوتاہیوں اور برائیوں کو چھوڑ دے اور نادانوں کے ہاتھ روکے رکھے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَقِفُّوا إِلَى اللَّهِ إِنَّي لَكُمْ مَقْنُونٌ﴾ (الذین)

”وڈو اللہ کی طرف، میں تمہارے لیے اس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔“

اے مسلمانو! وحدت اور الفت کی نعمت ہمارا بیش قیمت خزانہ ہے۔ اللہ رب العزت نے وحدت و الفت کا حکم بھی دیا ہے اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں یہ نعمت عطا بھی فرمائی ہے۔ فرمان الہی ہے:

﴿وَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً

پر عمل کریں اور ایسی طاقت تیار کریں جو لچپائی نظروں کو دور ہٹا دے، وہاں ہمارا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ ہم روحانی طاقت بھی تیار کریں۔ یعنی دین کو دلوں میں راسخ کریں اور دین کی حفاظت کریں کیونکہ اس روحانی اسلحہ کو کبھی ہرایا نہیں جاسکتا اور اس ڈھال پر ہمیشہ اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ دین داری سے ہٹ جانا اور وہ بھی نازک حالات میں، یقیناً ملک کے ساتھ غداری ہے اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور مہربانی سے رخ موڑنے کی کوشش ہے اور جو گناہ علی الاعلان کیے جا رہے ہیں وہ تو امت کے حق میں بے حد تباہ کن ہیں۔

دین اسلام اپنانے سے صرف آخرت ہی نہیں سنورتی بلکہ دین اسلام ہی امت کے وجود کا سبب اور یہی دین امت کی شناخت ہے۔ وگرنہ اسلام کے بغیر امت ہے ہی کیا؟ لہذا حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا یا محبت اور بغض کے جذبات اصولوں کی بجائے مصلحت کی بنیاد پر رکھنا، امت کے ساتھ کھلی غداری ہے۔ دشمنان اسلام امت پر حملے کرنے میں کامیاب اسی وقت ہوئے ہیں جب امت بکھر گئی، فرقوں میں بٹ گئی اور اپنے حقیقی پروردگار سے غافل ہو گئی۔

میں رہتے ہیں۔

یہاں قبیلوں کے مابین اور علاقوں کے مابین لڑائیاں بھی نظر آتی ہیں جن میں ہر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش میں رہتا ہے۔ کھیل کے میدان میں تو یہ برائیاں شدت اختیار کر گئی ہیں اور ہم ان کے اثرات دن بدن بڑھتے دیکھ بھی رہے ہیں۔

اے مسلمانو! تمہارے یہ اختلافات دراصل عیاشی کی مانند ہیں، جو حالت امن میں بھی آپ کو زیب نہیں دیتی تو حالت جنگ میں بھلا کیسے زیب دے سکتی ہے؟! اس ملک میں دینی اور تنظیمی ادارے، علما اور حکومتی ادارے موجود ہیں۔ یہ ادارے جھگڑا کرنے والوں اور بغض و عناد پھیلانے والوں کی شکایتیں بطور خود دور کرنے میں پہلے ہی مصروف عمل ہیں۔ تو پھر بھلا دوسروں کو خائن یا بدعتی کہنے کی کیا ضرورت؟! کسی پر غداری کی تہمت لگانے یا محب وطن نہ ہونے کے الزامات لگانے کا کیا مقام؟! اس برائی میں بڑا کردار ایسے لوگوں کا ہے جو نہ کوئی حیثیت رکھتے ہیں اور نہ علم میں انہیں کوئی خاص مقام حاصل ہے، بلکہ وہ محض دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے، سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے یا بدلہ لینے کے لیے جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ ورنہ نصیحت کا راستہ تو واضح ہے اور کسی حقیقی خطرے سے خبردار کرنے کے لیے حکومتی اداروں سے رابطے کا راستہ بہر حال کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو امن اور خوف کے متعلق خبروں کی اشاعت کرتے ہیں، فرمایا:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَا رُدُّهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلَّهُمْ الْاِتِّبَاعُ ۚ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ وَاعِظِهِمْ ۚ وَمِنْهُمْ جَاهِلُونَ بِالْأَسْوَاقِ﴾

”یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اُسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار صاحب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس باب کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔“ (النساء: 83)

قلم کو دوسروں پر تنقید کے لیے یا افراد اور اداروں

کی غلطیاں پھیلانے کے لیے استعمال کرنا مصلحت اور اوب کے منافی ہے کیونکہ اس طرح ملک کو نقصان پہنچتا ہے اور بدنیت لوگوں کے لیے ملک و قوم پر تہمتیں لگانے کا دروازہ پوری طرح کھل جاتا ہے اور اس طرح ملک مختلف قسم کی تہمتوں کی زد میں آ جاتا ہے۔

حقیقی حب الوطنی کا مظاہرہ تو یہ ہے کہ ملک، قوم، اصول و مبادی، عقیدہ اور زمین کا دفاع ہر سیاسی میڈیائی منبر پر کیا جائے۔ مکمل اخلاص اور امانت داری کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا جائے۔ حقیقی حب الوطنی کا مظاہرہ تو وہ پیش کرتا ہے جو سرحدوں پر کھڑا ہو کر ملک اور عقیدے، زمین اور عزت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ حقیقی بہرو کہ جن کے ذکر سے ذرائع ابلاغ کو گونجنا چاہیے، دراصل وہ جوان ہیں جو موسم گرما کی گرمیوں میں اور موسم سرما کی سردیوں میں سرحدوں کی حفاظت کی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔ جو اپنی جانیں پیش کر

**حقیقی حب الوطنی کا مظاہرہ تو یہ ہے کہ ملک، قوم، اصول و مبادی، عقیدہ اور زمین کا دفاع ہر سیاسی اور میڈیائی منبر پر کیا جائے۔ مکمل اخلاص اور امانت داری کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا جائے۔**

دیتے ہیں، جن کی بیویاں بیوہ ہو جاتی ہیں اور جن کے بیٹے صرف اس لیے یتیم ہو جاتے ہیں کہ ہم اپنے گھروں میں امن و امان کے ساتھ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ خوش و خرم رہ سکیں۔ اس لیے کہ ساری امت کا مستقبل سنور سکے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی ہمارے ہیرو ہیں جو ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کی نگہبانی کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا جانا چاہیے، ان کے بارے میں خطبے دیے جانے چاہئیں، ان کی تائید کی جانی چاہیے اور ان کے لیے دعائیں کی جانی چاہئیں۔

اے مسلمانو! اے نوجوانو! اپنا وقت اور محنت نفع بخش کاموں میں صرف کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ نعمتیں زائل کرنے والے اعمال سے گریز کرو۔ ہر کام سنجیدگی سے کرو کیونکہ سکون و چین کی حفاظت کا واحد ذریعہ محنت اور جفا کشی ہے، درست راہ کی رکاوٹوں اور ہلاکت خیز اشیاء سے دور رہو۔ سب سے بڑی رکاوٹ شیطان کی اطاعت اور وطن سے غداری ہے۔

ملک کے ساتھ وفا داری کی صفت منکروں کے دلوں سے اتر گئی ہے، یہ نور تو ہم پرستوں کے دلوں سے کافور ہو چکا ہے۔ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اپنے ملک کے ساتھ محبت اور وفا داری شاید اسلام کی عالمیت اور اسلامی اخوت کے منافی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص میں اپنے ملک کے لیے خیر خواہی کے جذبات ہی نہیں، اس کے دل میں دیگر مسلمان ممالک کے لیے خیر خواہی کے جذبات ہونا تو بہت بعید بات ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے دل میں بھی اپنے ملک مکہ مکرمہ کی محبت اور وفا داری کے جذبات ابھر آئے تھے، وہ بھی اس وقت کہ جب اس میں ابھی کفر اور شرک کا دور دورہ تھا اور اس کے لوگ اہل ایمان کو اذیتیں دیتے تھے اور راہ اللہ سے روکتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی پیش کش قبول نہ کی کہ جب انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان انہیں کچل دینے کی بات کی۔ اسی طرح جب آپ ﷺ فاتح بن کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت بھی اہل مکہ کفر و شرک پر قائم تھے، تاہم قتل و تخریب تو در

کنار، آپ ﷺ نے پتھر تک نہ توڑا اور کعبہ کے قریب موجود بتوں کے سوا کسی چیز کو نہ ہلایا۔

بلکہ آپ ﷺ کی وفا داری کا حال تو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں واضح نظر آتا ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق یہ فرمایا:

”اگر مطعم بن عدی آج زندہ ہوتا اور وہ ان قیدیوں کے بارے میں مجھ سے درخواست کرتا تو میں ان سب کو اس کے کہنے پر رہا کر دیتا۔“ (بخاری و مسلم)

وطن اور صاحب احسان کے ساتھ وفا داری کے ان دوسنہرے واقعات کی بنیاد پر ہم اس فاصلے اور اس اخلاقی تضاد کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو آپ ﷺ اور شریعت اسلامیہ کے رویے میں اور ان لوگوں کے رویے میں نظر آتا ہے جو اپنے ہی ملکوں کو قتل و غارت، دھماکوں، ایذا رسانی اور دھمکدہ کی کا نشانہ بناتے ہیں۔ جبکہ ان کے



ممالک مسلمان ممالک شمار ہوتے ہیں؟!

رسول اللہ ﷺ دشمن کافروں کے حق میں امن پسند کافروں کی سفارش قبول کر لیتے تھے تو بھلا اپنی حفاظت پر مامور مسلمانوں کو کس طرح قتل کیا جاسکتا ہے؟

ہم ان لوگوں سے مخاطب ہیں جن کی عقلوں پر داعش کے غنڈوں اور لیڈروں نے پردہ ڈال دیا ہے۔ ہم داعش کے اکابرین کو مخاطب نہیں کرتے، کیوں کہ واقعات نے ظاہر کر دیا ہے کہ داعش کے اکابرین دینی اصولوں پر ایمان نہیں رکھتے اگرچہ وہ دینی بنیادوں پر قائم ہونے کا مظاہرہ ضرور کرتے ہیں۔ ان کا مسئلہ دین کو غلط انداز میں سمجھنا نہیں، بلکہ وہ تو صرف اسلام کے نام کو استعمال کر رہے ہیں۔ داعش کے مسلمان ہونے کے متعلق بھی بہت سے علماء کو شک ہے اور اکثر کے یہاں تو وہ بالہزم مسلمان نہیں ہیں۔

ہم ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہیں جنہوں نے اپنی عقلیں ان لوگوں کے سپرد کر ڈالی ہیں جن کے وہ دین تو درکنار، ان کی شخصیت تک سے ناواقف ہیں، جنہوں نے اپنی جانیں ان کے حوالے کر ڈالی ہیں تاکہ وہ انہی کے گھر والوں کی جانیں لیں۔ جنہوں نے اپنا خون ان کے حوالے کیا ہے تاکہ انہی کے شہریوں کا خون کریں۔ جنہوں نے اپنا جسم ان کے حوالے کر دیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے انہی کے ملک کی عمارتیں تباہ کر ڈالیں اور اس کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ جبکہ آپ ﷺ رحمت للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”سارا دین اللہ کے لیے اخلاص اور مخلوق پر رحم کے گرد گھومتا ہے۔“

تو اسے فریب خوردہ ہونے کے باوجود خود کو ہدایت پر سمجھنے والو! دنیا کا نقصان جتنا بھی زیادہ ہو، بہر حال آخرت کے نقصان کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ آخرت کی زندگی کو داؤ پر لگانا ایسا خطرہ مول لینے کی مانند ہے جس کی کبھی تلافی نہ ہو سکے گی۔ اللہ کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث خود کشی کرنے والے کے متعلق اور مسلمان شخص کو قتل کرنے والے کے بارے واضح ہیں۔

تو بھلا واضح آیات کو چھوڑ کر گمراہی کی طرف جانا کتنا معقول فیصلہ ہے؟ ان تعلیمات کے باوجود جان و مال پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کیسی؟ کچھ مسلمان نوجوانوں نے،

جن کو نہ اپنے نفس کی فکر ہے، نہ آخرت کی فکر ہے، نہ وطن کی فکر ہے، نہ ہم وطنوں کی فکر ہے، اپنے نفس کو ایسے گروہ کے حوالے کر دیا جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس فریب خوردہ شخص کے دین کے دشمن ہیں اور اس کے عقیدے اور عوام کا مذاق اڑانے والا ہے۔ اس طرح وہ اپنی روح دنیا میں بے قیمت فروخت کر ڈالتا ہے اور آخرت میں شدید ترین عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

ان حملوں کی منصوبہ بندی کرنے والوں کے نزدیک قاتل یا مقتول کی شخصیت کی اتنی اہمیت نہیں اور نہ اس جگہ یا اس جگہ پر نماز ادا کرنے والے کے مذہب ہی کی اتنی اہمیت ہے جتنی اہمیت اس ملک کے امن و امان میں خلل ڈالنے اور اسے تباہ کن فرقہ واریت کا شکار بنانے کی ہے۔ ان کا مقصد فتنہ برپا کرنا ہے۔ انہوں نے پہلے بھی کئی مرتبہ وحدت کی اس عظیم روحانیت پر ضرب لگانے کی کوشش کی مگر وہ اللہ کے فضل و کرم سے ناکام رہے ہیں۔ لغزشوں سے عوام کی آگاہی ان گروہوں کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

### دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد! اے مسلمانو! حالیہ دنوں میں جبکہ ملک شام اور شامیوں کے خلاف دشمنوں کے حملے عروج پر ہیں۔ ان کے علاقے، دین اور عوام کے خلاف مسلط قوتوں کے ظلم و ستم سبب یہاں طریقے سے جاری ہیں۔ ہمیں روشنی کی ایک کرن دکھائی دی ہے اور وہ کرن اہل شام کے وفد ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ان کا اجتماع اہل شام کے لیے باعث برکت ثابت ہوگا۔ وہ اپنے ہم وطنوں کیلئے نیک شگون اور خیر و برکت کی کنجیاں ثابت ہوں گے۔

اہل شام کے موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ ہر جماعت اور گروہ اپنے حقوق کی قربانی دے تاکہ ان کا ملک بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ریاض معاہدے پر متفق کر دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ معاہدہ ان کے زخموں کا ابتدائی مرہم، ان کے آنسوؤں کو پونچھنے اور دکھوں کی بساط لپٹنے کا باعث بنے گا۔ یقیناً یہ معاہدہ شام کے لیے خیر و بھلائی کا سندیہ، ظلم ختم کرنے اور ظالموں کو روکنے کا ذریعہ ثابت ہوگا، کیونکہ یہ اجتماع بذاتہ فتح سے پہلے فتح ہے۔ مختلف گروہوں کا قریب ہو جانا کامیابی کی

پہلی خوشخبری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلص لوگوں کا مددگار ہو۔ ان دنوں جس چیز کی فوری اور اشد ضرورت ہے، وہ اہل شام کی غذائی، لباس اور بستروں کی ضرورت پوری کرنا ہے، کیونکہ اس سال سردی پہلے کی نسبت بہت شدید ہے۔ مہاجرین اندرون ملک اور بیرون ملک کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ان کے ساتھ ہمدردی اور غمگساری کرنا واجب ہے اور یہ ہمارے مسلمان بھائیوں کا حق ہے، یہ ان پر کوئی احسان نہیں، لہذا اللہ کے عطا کردہ مال سے ان پر خرچ کرو، اس سخت سرد موسم میں اپنے بھائیوں کی مدد کرو، ان کی بھوک اور فقر و فاقے کو مٹانے کیلئے ان کی مدد کرو، ان کے ظالم دشمن کے خلاف ان کا ساتھ دو۔

اگر اہل شام اس آزمائش کا شکار ہیں کہ وہ اس سے کیسے نبرد آزما ہوتے ہیں، تو دوسرے لوگوں کے لیے بھی آزمائش ہے کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں اپنے بھائیوں کی کس طرح مدد کرتے ہیں۔

سارے معاملات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو مسلمانوں کے دشمنوں سے خود ہی نپٹ لیتا، لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر چیز کو ایک معین مدت تک مخصوص حکمت کے تحت چلنے دیتا ہے۔

ان تمام حالات کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان عالی شان میں سود دیا ہے کہ جس سے زخم مندمل ہوتے اور آنسو تھم جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کا ہر کام سراسر خیر ہے، مومن کے سوا کسی اور کا یہ معاملہ نہیں، اگر مومن کو کوئی نعمت ملے تو یہ شکر ادا کرتا ہے اور اس کا شکر کرنا اس کے لیے باعث خیر و برکت ہوگا اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے، تو یہ صبر بھی اس کے لیے بہت بہتر ہوتا ہے۔“ (مسلم)

اگرچہ امت اسلامیہ شدید ترین مشکلات کا شکار ہے اور اس کے مصائب بڑے ہولناک ہیں۔ لیکن مجھے ان مشکلات کے اندر سے روشن صبح پھوٹی نظر آ رہی ہے۔ لوہے کو جتنا پگھلایا جائے وہ اتنا ہی خالص اور مضبوط ہوتا جاتا ہے اور سونا بھی میں جلتے کے بعد ہی کند بناتا ہے، جب رات خوب سیاہ ہو جاتی ہے تو فجر طلوع ہوتی ہے اور روشن صبح کا آغاز ہوتا ہے۔ زندگی کے بی شمار تکالیف کے اندر ہی سے امید کی کرنیں پھوٹی ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

شناخت کو مخ کرنے اور لوگوں کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ مغرب کی خاطر اپنے ملک اور اپنے لوگوں کو فتح کرنے پر تلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یمن کے امن و سکون اور زمین کی طہارت کے لیے اہل یمن کی مدد فرمائے۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ خون ریزی کی روک تھام، ملکی اتحاد، عوامی فلاح و بہبود اور امن و سلامتی کے لیے کی جانے والی کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

سعودی عرب اور غلجی ممالک کو اس سلسلے میں سبقت حاصل ہے۔ ممکن ہے ان کی آخری میٹنگ ان کے ممالک، عربوں اور مسلمانوں کیلئے الفت و محبت اور قوت و طاقت کا پیغام بن جائے، کیونکہ مسلمانوں کی سیاسی اور اقتصادی قوت کیلئے مسلمانوں کی نظریں ریاض پر لگی ہیں۔ جہاں یہ اقرار نامہ ہوا ہے۔ یہ حرین شریفین کا وطن ہے۔ اسلام کی پناہ گاہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے اور اس کی محتوتوں میں برکت دے۔ اللہ ہر اس شخص کی حفاظت فرمائے جو اسلام اور مسلمانوں کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔

اے اللہ! ہم اپنی قوت و طاقت سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور تیری قوت و طاقت پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے اور تمام مسلمان ممالک کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دے۔ ہمیں شریر لوگوں کے شر سے محفوظ فرما۔ فاجروں کے منصوبوں اور رات کو خفیہ حملہ آوروں کے شر سے محفوظ فرما۔ آمین!



### بَقِیَّہ

آپ ﷺ عظیم العظیم ہیں، بے مثال ہیں، لا جواب ہیں، جب آپ ﷺ جیسا کائنات میں کوئی آیا ہی نہیں، تو کون ہے جو آپ ﷺ کی تعریف کا حق ادا کر پائے؟ کون ہے جو آپ ﷺ کی شان، آپ ﷺ کے شایان شان، بیان کر سکے؟ کوئی نہیں، کوئی نہیں..... یقیناً کوئی نہیں! کوئی آپ ﷺ کی سیرت کو اور آپ ﷺ کی نعت کے حق کو کس طرح ادا کر سکتا ہے؟ کہ آپ ﷺ تو وہ ہیں جن کے بارے میں کسی کہنے والے نے کہا:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ  
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرِ

”مصر کے جس شخص نے یوسف علیہ السلام کو خرید اس نے اپنی بیوی سے کہا اس کو اچھی طرح رکھنا، بعید نہیں کہ یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنالیں، اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کے لیے اس سرزمین میں قدم جمانے کی صورت نکالی اور اسے معاملہ فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

اے مسلمانو! فلسطین محاذ پر مقابلے کی صورت حال بدل رہی ہے، مقابلہ دوسرے ماہ میں داخل ہو چکا ہے، بہت سارے لوگ شہید، زخمی اور قیدی ہو گئے ہیں جبکہ دشمن کا بھاری نقصان ہوا ہے اور اس کا گھیراؤ مزید تنگ ہوا ہے۔ یاد رہے کہ ظلم کی رات کتنی بھی طویل کیوں نہ ہو، اسے یہ کہہ کر بھلایا نہیں جاسکتا کہ ظلم کی رات ابھی باقی ہے۔ استعمار کا اس سرزمین پر طویل عرصہ قابض رہنا اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اگر عالمی برادری چور کے حق کا اعتراف کر لے یا اس کے ظلم کو جائز قرار دے تو یہ حقائق کو قطعاً تبدیل نہیں کر سکتا۔

فلسطینیوں کا یہ مقابلہ یقیناً جہاد ہے۔ اپنی سرزمین پر ڈنے رہنا رہا ہے۔ ان کے مقتول شہداء ہیں، بالآخر یہ لوگ کامیاب ہوں گے۔ قیامت کے روز ان کے ساتھ عظیم اجر کا وعدہ ہے۔ اس عہد میں مسلمانوں کے لیے بہت تکلیف وہ منظر فلسطینیوں کے حصار کی تصویریں ہیں۔ یہودی حصار کو توڑنا ان کے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے۔ کبھی انتہائی ضروری علاج کے لیے تو کبھی دیگر ضروریات زندگی کیلئے۔ اس طرح وہ ہر وقت قتل اور مشکلات کا سامنا کرتے رہتے ہیں۔

ہر مسلمان حکمران جو انہیں اس حصار سے آزادی دلا سکتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ انہیں اس تنگی سے نجات دلائے، جو شخص کسی مسلمان کو کسی تکلیف سے نجات دلاتا ہے۔ اللہ اس کی تنگی دور کر دیتا ہے اور جو کسی کمزور پر سختی کرتا ہے، اللہ اس پر سختی کر دیتا ہے اگرچہ ساری دنیا اس کی معاون ہو۔

اے اللہ کے بندو! یمن میں تاحال باغی اپنا مال خرچ کر رہے اور بھرپور کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا مقصد ملکی امن یا عوامی بھلائی نہیں بلکہ وہ قومی

لَا يُمَكِّنُ الشَّيْءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ  
بَعْدَ از خدا بزرگ تونی قصہ مختصر  
”آقا! آپ حسن جمال والے، آپ کمالات کے کمال والے، کائنات کا کوئی شخص آپ کے جمال کی وجہ سے، آپ کے کمال کی وجہ سے، آپ کے کمالات کے کمال کی وجہ سے، آپ کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتا کہ آپ اپنے جمال و کمال کی وجہ سے ساری کائنات کے سردار ٹھہرائے گئے ہیں۔“

آقا! چاند بھی چمکتا ہے تو گویا آپ کے چہرے کی ضیا پاشیوں اور کرنوں کی تابانیوں سے حصہ لے کر چمکتا ہے۔ کائنات کا کوئی شخص آپ کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا، کہے گا تو بس یہی کہے گا:

”کہ“ بعد از خدا بزرگ تونی قصہ مختصر“  
یعنی ”عرش والے کے بعد اگر کائنات کے اندر سب سے زیادہ کسی کی تعریف کی جاسکتی ہے تو صرف مدینہ کے تاجدار ﷺ کی کی جاسکتی ہے اور کسی کی نہیں۔“



### الاسلام ڈائری 2016ء

جماعتی جذبوں کی آئینہ دار

ایک دعوت ایک پیغام

ہر پڑھ لکھنے والے کی ضرورت

بجاء اللہ ڈائری چمپ گئی ہے اور جلد سازی کے مرحلہ میں ہے۔

ڈائری کی عام قیمت -/400 روپے

رعایت کے ساتھ -/300 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

شناختی کارڈ (محمد بشیر انصاری) 34101-3207371-5

رابطہ: اہل بیت پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 042-37720257

055-4443265

### قاری ثناء اللہ شاہ قصوری کی سعودی عرب روانگی

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رحیم یار خاں کے ناظم ابو طلحہ مولانا قاری ثناء اللہ شاہ قصوری سعادتمند عمرہ کے لیے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ شیخ زید ابیز پورٹ رحیم یار خاں پر احباب جماعت نے انہیں دعاؤں اور گرجوشی کے ساتھ الوداع کیا۔ آپ کی عدم موجودگی میں مولانا ساجد منیر خطیب 103/P قائم مقام ناظم تحصیل ہوں گے۔ قاری صاحب 21 جنوری 2016 تک سعودی عرب میں قیام کریں گے۔ دعا ہے کہ سلامت روی و بازا آئی۔ (ادارہ)





سے فارغ ہونے کے بعد نہایت ناگواری سے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: ”یہ پرہیزگاروں کے قابل نہیں۔“ غرور و کبر کا سرچشمہ مدح و ستائش ہے۔ امراء و سلاطین کو اس مرض نے دنیا کی تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ اگرچہ خیر البشر تھے لیکن اگر کوئی شخص آپ ﷺ کو انبیائے سابقین پر ترجیح دیتا تھا تو آپ ﷺ اسے منع فرماتے تھے۔ ایک صحابی اور ایک یہودی میں جھگڑا ہو گیا، صحابی نے غصہ میں قسم کھائی اور کہا: ”خدا کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام دنیا سے افضل بنایا ہے!“ یہودی نے بھی قسم کھائی کہ اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام دنیا پر ترجیح دی ہے۔ صحابی نے اس پر غصے میں آکر یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا۔ اس نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے حکم دیا: ”مجھے موسیٰ پر ترجیح نہ دو۔“

### احتساب قبیلہ و خاندان:-

خیرات گھر ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو حکم دیا تھا ”اپنے ہی خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے آگے حق پیش کرو اور عذاب الہی سے ڈراؤ۔“

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے پورے قبیلے اور خاندان کو جمع کر کے پیغمبرانہ لہجے میں یہ حکم سنایا: ”اے فاطمہ محمد کی بیٹی! تم سب اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، کیونکہ میں قیامت کے دن کچھ بھی نفع و نقصان نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! تجھے مجھ سے صرف جسمانی تعلق ہے اور رشتے کی تیل کو صرف دنیا ہی میں سرسبز و شاداب رکھ سکوں گا۔ یہ ایک عام احتساب تھا۔ لیکن مخصوص مواقع پر بھی آپ ﷺ ازواج مطہرات اور اہل و عیال کو نیکی کی ترغیب دیتے اور برائی سے روکتے رہتے تھے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک رات اٹھے اور فرمایا: سبحان اللہ! آسمان سے فتنہ و فساد کی بارش ہو رہی ہے اور برکات و فضائل کے خزانے کھل گئے ہیں۔ حجر میں سونے والیوں کو جگا دو کیونکہ دنیا کی بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں برہنہ نظر آئیں گی۔ آپ ﷺ نے تنزہ نفس اور استغناء کی وجہ سے فقر و فاقہ کے باوجود اپنے اوپر اور اپنے تمام خاندان کے اوپر صدقہ حرام کر لیا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بچپن

میں صدقہ کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی، آپ کی نگاہ پڑی تو فوراً ٹوکا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھاتا؟ ایک مرتبہ شب کو آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: تم لوگ اٹھ کر تہجد کیوں نہیں پڑھتے؟؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یا رسول اللہ! ہماری نیند اور بیداری تو خدا کے اختیار میں ہے اگر وہ جگا لے گا تو جاگیں گے؟؟

آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے مگر اپنی ران پر انفسوس کے ساتھ ہاتھ مارا اور آیت پڑھی: ”آدمی بڑا ہی جھگڑا لولوا واقع ہوا ہے۔“

### احتساب قوم:-

اگرچہ تمام جزئی مواقع جہاں آنحضرت ﷺ نے احتساب کا فرض ادا کیا ہے، احتساب قومی کے تحت میں داخل ہیں، لیکن آپ ﷺ نے دو موقعوں پر نہایت بلیغ تشبیہ کے ساتھ اپنی اس خصوصیت کا اظہار اپنی قوم کے سامنے فرمایا:

میری اور میری شریعت کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہے جس نے ایک قوم کے پاس آکر یہ وحشت انگیز خبر سنائی کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر تمہاری طرف آتے دیکھا ہے۔ میں ایک نذیر عریاں ہوں (یعنی ننگا ڈرانے والا۔ عرب میں ہر اہم واقعے کی خبر ننگے ہو کر دیتے تھے) پس تمہیں ہوشیار ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ ایک گروہ نے اس کا کہنا مانا اور وہ رات ہی رات بچ کر نکل گیا۔ دوسرے گروہ نے اسے جھٹلایا نتیجہ یہ رہا کہ لشکر نے دھاوا بول دیا اور اس گروہ کا استیصال کر دیا۔

دوسرے موقع پر فرمایا: میری اور تمام لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ بھڑکائی، جب آگ کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو پروانے اس پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ اس نے پروانوں کو آگ میں جانے سے روکنا چاہا، لیکن وہ سب اس کے قابو میں نہ آ سکے اور آگ میں گھس گئے۔

### عقائد کی درستی:-

آنحضرت ﷺ کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد تصحیح عقائد تھا، عقائد میں بدترین چیز شرک فی اللہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صرف شرک ہی مٹانے کے لئے جہاد کیا جو احتساب کی آخری منزل ہے، لیکن اس کے

علاوہ اور بھی بہت سے عقائد ہیں جو عام دسترس سے باہر ہیں۔ اگر عام لوگوں کو اس میں غور و فکر کا موقع دیا جائے تو مذہبی عقائد میں بہت سے مفاسد پیدا ہو جائیں اور اسلامی عقائد کی سادگی فنا ہو جائے جو اسلام کا سب سے بڑا زیور ہے۔ اسی غرض سے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی یہ خصوصیت قرار دی تھی کہ وہ غیر ضروری چیزوں پر وقت ضائع نہیں کرتے، چنانچہ عہد نبوت میں جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آئے تو آنحضرت ﷺ نے سختی کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو زبردستی منع کیا۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسئلہ جبر و قدر پر مباحثہ کر رہے تھے جس نے آگے چل کر مسلمانوں کے دو عظیم حریف مقابل پیدا کر دیے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا: ”کیا تم لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، یا تم لوگ اس لئے پیدا کئے گئے ہو؟ تم لوگ قرآن گلد مڈ کر رہے ہو۔ گزشتہ قوموں کو اسی قسم کے لایعنی مسائل نے برباد کیا۔“

اگرچہ اسلام نے عرب جاہلیت کے تمام توہم آمیز عقائد مٹا دیئے تھے تاہم بعض باتیں رہ گئی تھیں اور کبھی کبھی ان کا ظہور ہو جاتا تھا۔ عربوں کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا امر جاتا ہے تو سورج میں گہن لگ جاتا ہے، آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؑ نے انتقال کیا تو اتفاق سے اسی دن سورج میں گہن بھی لگ گیا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کی موت کا اثر ہے، لیکن آپ ﷺ نے فوراً اس کی تردید کی اور لوگوں کو اس خیال سے روکا اور فرمایا: ”چاند اور سورج میں کسی کے مرنے اور جینے سے گہن نہیں لگتا۔“ علامہ اقبالؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ یہ ارشاد بھی رسول اللہ ﷺ کے نبی برحق ہونے کی ایک بین شہادت ہے۔ لوگوں میں یہ خیال خود بخود پیدا ہوا تھا کسی نے پیدا نہیں کیا تھا۔ لیکن چونکہ غلط تھا اس لئے آپ ﷺ نے اس کا رد عام کر دیا۔

عبادات چوں کہ روز کی چیزیں تھیں جن میں سہو و غفلت اور بے عنوانی کا پیدا ہونا ضروری تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے بارے میں احتساب کی اکثر ضرورت پیش آتی تھی۔ اسلام نے ادائے نماز کے لئے جماعت کو ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن لوگ اس میں غفلت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے چند اشخاص کو



ناک کی رسی کاٹ دی، فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ کر طواف کراؤ۔ لیکن ان بدعات سے زیادہ ان اصولوں کا مٹانا زیادہ ضروری تھا جن کی بنا پر بدعات پیدا ہوتی ہیں۔ بدعات کا سب سے بڑا سرچشمہ تشدد آمیز انہماک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے نظام عبادات کو نہایت سہل اور آسان طریقے پر قائم کیا ہے، اس لحاظ سے اگرچہ خود اسلام کے سنگ بنیاد پر بدعت کی عمارت قائم نہیں کی جا سکتی تھی تاہم ابتداء میں صحابہ کا ایک پر جوش مخلص گروہ نہایت شدت کے ساتھ عبادت میں مصروف رہنا چاہتا تھا جب آنحضرت ﷺ نے ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا شروع کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ اس پر بھی لوگ باز نہیں آئے تو معمول کے خلاف متصل روزہ رکھنا شروع کر دیا کہ لوگ گھبرا کر خود باز آجائیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کثرت صوم و صلوة سے اسی لئے روک دیا تھا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو بھی شدت زہد سے منع فرمایا تھا اور آپ نے ان کی تائید فرمائی تھی۔

### ستوط ڈھاکہ

### بقیہ

نفرت پر مبنی ہے لہذا اسے تبدیل کیا جائے۔ یعنی صاف الفاظ میں انڈیا سے دوستی کا تقاضا ہے کہ اپنی تاریخ اور نظریات کو بھلا دیا جائے۔ جبکہ دوسری طرف بھارت تو کٹر ہندو ریاست بن چکا ہے۔

لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں جب کہ ملک پہلے ہی بہت سے مسائل کی زد میں ہے، بھارت سمیت ملک دشمن اور اسلام دشمن عناصر ملکی سلامتی اور قومی یکجہتی کے خلاف زبان، نسل، کلچر، علاقائی اور صوبائیت کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کے خواہاں ہیں۔ ان حالات میں قوم کو نظریاتی ہم آہنگی اور ملی یکجہتی کی ضرورت ہے اور وہ صرف اپنے بنیادی نظریہ سے جڑنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اپنی بنیاد سے ہٹ کر کوئی بھی عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کا نتیجہ ستوط ڈھاکہ جیسے سانحات کے علاوہ کچھ نہیں نکلے گا۔

نہیں ہوتا تھا۔ صحن مسجد اور عام سطح زمین میں سوائے حدود عمارت کے اور کوئی امتیاز قائم نہیں تھا۔ ریتلی زمین تھی، اور وہ ہر طرح کی رطوبت جذب کر لیتی تھی لیکن اب مسجدوں کا داخلی حصہ ہی نہیں، صحن کا فرش بھی پختہ ہوتا ہے۔ پس وہاں تھوکن مسجد کی صفائی اور نمازیوں کے حقوق نشست پر حملہ کرنا ہے۔

### بدعت:

نظام مذہبی کا سب سے خطرناک مرض بدعت ہے۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسلمان اس مرض میں مبتلا نہیں ہو سکتے تھے، تاہم جاہلیت کے زمانے کی بہت سی بدعتوں کی جھلک کبھی کبھی نظر آ جاتی تھی۔ اسی لئے آپ ﷺ ہمیشہ ان کے مٹانے کے درپے رہتے تھے۔ بدعت کی مختلف قسمیں اور مختلف مظاہر ہیں لیکن اس کی بدترین شکل رہبانیت اور جوگ ہے، جو یہود و نصاریٰ کے مذہب کا جزو بن گئی تھی۔

عرب پر یہود و نصاریٰ کے مذہب کا اثر غالب تھا۔ اس لئے وہاں بھی اس قسم کی بدعات پیدا ہو گئی تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، ضعف کی وجہ سے بیٹوں کے سہارے چلتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے کیوں اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ خدا اس سے بے نیاز ہے۔ عقبہ بن عامرؓ کی بہن نے غلاف کعبہ تک ننگے پاؤں چلنے کی منت مانی اور عقبہ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ پوچھ آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سواری پر بھی جاسکتی ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور لوگ نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ بیٹھ کر سن رہے تھے لیکن ایک شخص کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا، سائے میں نہ بیٹھے گا۔ کسی سے بات چیت نہ کرے گا اور روزہ بھی رکھے گا۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اسے بیٹھنا چاہیے، سائے میں آنا چاہیے، گفتگو بھی کرنا چاہیے اور روزے کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ اسی طرح ایک شخص آپ ﷺ کو نظر آیا جسے ایک شخص ناک میں نکمیل ڈال کر کعبہ کا طواف کرا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی

ڈھونڈا تو نہ پایا، نہایت برہم ہوئے اور فرمایا: جی میں آتا ہے کہ ایک شخص کو امام بنا کر خود ان لوگوں کے پاس چلا جاؤں اور لکڑیوں کا ڈھیر لگا کر ان کے گھروں میں آگ پھونک دوں۔ بعض لوگ جب امامت کراتے تو نماز میں طول دیتے تھے جس سے کاروباری اور ضعیف لوگ گھبرا جاتے تھے۔ ایک شخص نے اسی بنا پر امام کی شکایت کی۔ آپ ﷺ کو معمول سے زیادہ غصہ آ گیا اور فرمایا: ”تم مذہب سے لوگوں کو متنفر کر رہے ہو۔ امام کو نماز میں تخفیف کرنی چاہیے کیونکہ ان میں مریض، ضعیف اور کاروباری ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

نماز کا اصلی مقصد خشوع و خضوع ہے لیکن جب کسی کے طرز عمل سے ان کا ظہور نہیں ہوتا تھا تو آنحضرت ﷺ اسے تنبیہ فرماتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے نہایت عجلت کے ساتھ نماز پڑھی، نماز پڑھ چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو دہراؤ، تم نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ اس نے تین بار نماز دہرائی۔ آپ ﷺ نے تینوں بار ٹوکا۔ آخر میں اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اب آپ ﷺ نے تکبیر، قرأت، رکوع و سجود اور قعود کے وہ طریقے بتائے جن سے اطمینان، سکون وقار اور اعتدال کا اظہار ہوتا تھا۔

### جزئیات پر نظر:

عبادات اور مقدمات عبادات کے بارے میں آپ ﷺ معمولی اور جزئی باتوں پر گرفت کرتے تھے۔ ایک بار سفر میں تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پاؤں کا مسح کیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو دور سے بلند آواز دی، ابتدائے اسلام میں نماز کے قیام و ادا کی حالت بالکل ابتدائی تھی۔ تمام جزئیات اور فروع ابھی واضح نہیں ہوئے تھے۔ اس طرح کا بتدریج ارتقاء مذہب کی ہر تعلیم میں ہوتا ہے۔ موجودہ حالت ایک مدت کے تغیرات کے بعد پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ ابتداء میں اکثر لوگ مسجد کے اندر تھوک دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مسجد میں تھوک کا دھبہ دیکھا تو خود اٹھے، دست مبارک سے اسے مٹا دیا پھر فرمایا: نماز میں ہر شخص خدا سے سرگوشی کرتا ہے، اس لئے کسی شخص کو قبلہ کی طرف تھوکنہ نہیں چاہیے، البتہ دائیں بائیں یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ اس وقت مسجد کا فرش پختہ

# وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

جناب دانش مند خاں بھڑی

کوئی ایک شخص کیا ساری کائنات کی ساری زبانیں اگر سید الانبیاء کی مدحت و ستائش میں مصروف ہو جائیں تب بھی آپ کی تعریف کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کائنات میں ایک بھی مسلمان کہلانے والا باقی نہ رہے تب بھی آپ ﷺ کی تعریف بیان ہوتی رہے گی۔ اس لئے کہ آپ ﷺ تو وہ ہیں جن کے بارے میں عرش والے نے کہا:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الانشراح: ۴)

”اے مدینہ کے تاجدار! ہم نے آپ کو عظمتوں کی انتہا پر فائز کر دیا ہے۔“

امام بغویؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو رسول پاک ﷺ نے حضرت جبرائیل سے دریافت کیا، اے جبریل! ذرا بتاؤ تو سہی، وہ

بلندیاں کیا ہیں جن سے میرے ذکر کو ہمکنار کیا گیا ہے؟ حضرت جبریل نے کہا (حدیث قدسی ہے) عرش والے نے فرمایا ہے: «إِذَا ذُكِرْتُ، ذُكِرْتُ مَعِيَ»

”کہ جب میرا ذکر ہوگا، تب تیرا ذکر ہوگا“

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ذکر کو اس طرح بلند کیا ہے کہ اپنے نبی کے نام کو اپنے نام میں یوں ضم کر لیا کہ مؤذن ایک دن میں پانچ وقت کی اذان دیتے ہوئے جب کہتا ہے ”اشھدان لا الہ الا اللہ“ تو ساتھ ہی کہتا ہے، ”اشھدان محمد رسول اللہ“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نام میں سے اپنے نبی ﷺ کے نام کو نکالا ہے تاکہ اس کو عظمت و جلالت بخشے کہ عرش والے کا نام ”محمود“ ہے اور مدینہ کے تاجدار کا نام ”محمد“ ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوریؒ سیرت کی معرکہ آراء

کتاب ”رحمت للعالمین“ میں لکھتے ہیں: ”لوگو! آپ ﷺ کے باپ کا نام عبد اللہ، ماں کا نام آمنہ، واسیہ کا نام حلیمہ تھا..... ذرا غور تو کرو کہ جس نے عبودیت کے خون سے وجود پایا ہو، جس نے امن کی گود حاصل کی ہو اور جس نے حلم اور بردباری کا دودھ پیا ہو، وہ ”محمد“ نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

وہ تو وہ ہیں جو ہیں ہی محمد ﷺ..... باپ تفعیل سے یعنی وہ کہ جس کا انگ انگ قابل تعریف اور لائق ستائش ہو، لمحہ لمحہ جس کی تعریف میں بسر ہوتا ہو، ذرہ ذرہ جس کی تعریف کرے، اب کوئی اپنا ہو یا بیگانہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، کوئی چاہے یا نہ چاہے۔

جب بھی کوئی اُس ہستی کا تذکرہ کرے گا، بے اختیارانہ مجبور ہو جائے گا، اس ذات والا صفات کی

**وہ تو وہ ہیں جو ہیں ہی محمد ﷺ..... باپ تفعیل سے یعنی وہ کہ جس کا انگ انگ قابل تعریف اور لائق ستائش ہو، لمحہ لمحہ جس کی تعریف میں بسر ہوتا ہو، ذرہ ذرہ جس کی تعریف کرے، اب کوئی اپنا ہو یا بیگانہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، کوئی چاہے یا نہ چاہے۔**

تعریف کرنے پر۔

اذان وہ اسلامی شعار ہے جو دن رات کے 24 گھنٹوں میں دنیا کے کونے کونے میں ہر لمحہ گونجتی رہتی ہے۔ سب سے پہلے طلوع سحر یلزلے کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور بیک وقت ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بھر جکار تہ میں مؤذنون کی آواز گونجنے لگتی ہے۔

جکار تہ کے بعد یہ سلسلہ سائرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سائرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ملایا کے بعد برما کی باری آ جاتی ہے۔ جکار تہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھا کہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سرینگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں، دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے ممبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضاء توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔ سرینگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کونڈ، کراچی اور گوادری تک 40 منٹ کا فرق ہے اس عرصہ میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔

پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں شروع ہو جاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹہ تک کا فرق ہے، اس عرصہ میں اذانیں حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے اس دوران میں شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔

اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول و عرض پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا دورانیہ ہے اس عرصہ میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا ساڑھے 9 گھنٹے کا طویل سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھا کہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکار تہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہوتا ہے۔ مغرب کی



اذا انیس سبز سے بمشکل ساٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔ جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذا انیس گونج رہی ہوتی ہیں۔

کرۃ ارض پر ایک سینکڑ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں ہزاروں، لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں (اور ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تاقیامت اسی طرح جاری رہے گا)۔

عرش والے نے اپنی پاک کتاب میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ﴾

اے مدینہ کے تاجدار! اے آمنہ کے لعل! اے مکہ کے دُرِّ قیم! ہم نے آپ کو صاحبِ خلقِ عظیم بنا کر بھیجا ہے۔“  
نیشا پوری نے اپنی تفسیر کبیر میں اور عبدالرحمن صفوری شافعی نے اپنی کتاب ”زمرہ المجالس“ میں لکھا ہے کہ کسی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت ذرا بتلائیے تو سہی کہ خلقِ عظیم کیا ہے جس کا صاحب بنا کر مدینہ کے تاجدار کو معبود کیا گیا ہے؟  
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کرنے والے سے کہا

تیرے سوال کا جواب بعد میں دوں گا، پہلے یہ بتا کہ تو اس دنیا کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہے؟ اس نے کہا حضرت! میں کیا، کوئی بڑے سے بڑا انسان اس کی اونچ نیچ کو کا حقہ بیان نہیں کر سکتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شخص! دنیا وہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ”دنیا، قلیل ہے قلیل!“

جب کائنات کے رہنے والے اس قلیل کو بیان نہیں کر سکتے تو میں اس عظیم کو کس طرح بیان کر سکتا ہوں؟ تو حضرات! سید المرسل، امام الانبیاء، ہادی عالم، محسن اعظم، فخر عالم ﷺ کائنات کی وہ ہستی، وہ ذات والاصفا اور ذات بابرکات ہیں کہ کائنات کا کوئی شخص چاہے بھی تو ان کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

بخاری شریف میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں سے آپ ﷺ کو چن لیا کہ آپ کی زندگی کی قسم کھائی“  
پوری دنیا میں ایک مدینہ کے پیارے نبی کی تو

ہستی ہے کہ جس کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو عرش والے نے محفوظ کر دیا ہے۔ حیات مبارکہ کے سارے لمحات، ایک ایک لمحہ کی، ایک ایک جنبش، ہونٹوں سے نکلے مبارک الفاظ، متبرک حروف، آج احادیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور صاحبانِ ایمان کے دلوں کو قرار و سکون کی دولت سے نواز رہے ہیں۔ عرش والے نے ارشاد فرمایا:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾

یعنی اللہ نے آپ کی زندگی کی قسم کھائی ہے کہ جو تجھ کو نہیں مانتا وہ اپنے ہی نشے میں اندھا ہو چکا ہے۔

صرف یہی نہیں کہ آپ کی زندگی کی قسم کھائی، اللہ نے تو اس شہر کی قسم بھی کھائی ہے جو شہر آپ کا شہر تھا: فرمایا:

﴿وَالْتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سَيْمُونِ ۝ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ﴾ (التین: ۱-۳)

قسم ہے اس امن والے شہر کی! اللہ نے اس امن والے شہر کی قسم کیوں کھائی؟ فرمایا:

﴿لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۖ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝﴾

اس شہر کی قسم اس لئے کھائی کہ پیارے! یہ وہ شہر ہے جہاں تو چلتا ہے، پھرتا ہے، اُٹھتا ہے، بیٹھتا ہے،

**اللہ کے وہ محبوب، اللہ کے وہ مرغوب، کائنات میں سب سے افضل، اشرف، اکمل، کامل اور مکمل زندگانی والے کہ جس نے لطافت سے، آپ کو دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔**

کھاتا ہے، پیتا ہے، سوتا ہے، جاگتا ہے اور تیری چلت پھرت کی وجہ سے ہم نے اس شہر کو سارے شہروں میں معزز بنادیا ہے۔

اللہ نے اس شہر کو کائنات کے سارے شہروں میں ممتاز کر دیا۔ اللہ نے ان راستوں کو جن راستوں نے آپ کے قدموں کو چوماشرف کر دیا۔ اللہ نے اُن گلیوں کو جن گلیوں کے کنکروں نے آپ ﷺ کے تلووں کے بوسے لئے، مکرم کر دیا۔ آج لوگ بڑی حسرت سے کہتے ہیں، عقیدت سے لبریز لہجے میں گزر گزرتے ہیں کہ

اے کاش! ہم مدینہ کی گلیوں کے پتھر ہوتے کہ کبھی تو آقا کے قدموں کے نیچے آئے ہوتے۔

اے کاش! ہم آپ ﷺ کی دہلیزی کی چوکھٹ کی لکڑی

ہوتے کہ کبھی تو آپ ﷺ نے ہم پر پاؤں رکھا ہوتا۔  
اے کاش! ہم آپ ﷺ کے بستر کے تاری ہی ہوتے کہ کبھی تو آپ ﷺ کے جسد مبارک سے مس ہونے کا شرف مل جاتا۔

اے کاش! ہم مدینہ کی راہوں کے درخت ہی ہوتے، کبھی آپ ﷺ کے ہاتھوں نے ہم کو چھوا ہوتا۔

اشرف مخلوقات ہونے کے باوجود مدینہ طیبہ کی محبت و عقیدت میں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔

لیکن، حضرات! یثرب کیا تھا؟ دنیا کے عام قصوں کی طرح کا ایک عام قصبہ، کون پوچھتا تھا یثرب کو.....؟

یہ تو ساری میرے آقا کے دم قدم کی برکت ہے کہ آج یثرب، یثرب نہیں، مدینہ طیبہ بن چکا ہے۔

قدم قدم پہ رحمتیں، نفس نفس پہ برکتیں جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا وہاں ہے رات ابھی تلک، جہاں نظر نہیں پڑی وہاں وہاں سحر ہوئی، وہ جہاں جہاں گزر گیا

ان ﷺ کے قدموں اور دُعاؤں کی برکت ہے کہ یثرب آج مدینہ منورہ، مدینہ طیبہ بن کر ایمان والوں کے لئے اطمینان قلب کا باعث بن چکا ہے۔ مدینہ، میرے

آقا ﷺ کی دعاؤں کی برکت سے مکہ مکرمہ کی طرح ”حرم“ بن چکا ہے، رحمتیں اور برکتیں تو آپ ﷺ کے جلو میں چلا کرتی تھیں۔

کون ہے کائنات میں.....؟ جو انگلی اٹھائے اور اللہ اس کی انجھی انگلی کی لاج رکھ کر آسمان کے چاند کو دو ٹکڑے کر دے۔.....!!

کون ہے جو کھاری کنویں میں تھو کے اور اللہ اس کے تھوک کی برکت سے کھاری کنویں کو میٹھا کر دے.....!!

کون ہے جو کسی پکوان میں اپنا لعاب دھن ڈالے اور اللہ اس کھانے میں اتنی برکت ڈالے کہ لوگ کھاتے چلے جائیں مگر کی واقع نہ ہو.....!!

کون ہے جو نابینا کی آنکھ میں تھوک لگائے اور نابینا اس تھوک کی برکت سے بینا ہو جائے.....!!

کون ہے کائنات میں..... جو زمین سے عام کنکر اٹھائے، اور وہ کنکر اس کی پتیلی پر آکر ”تبیخ“ کرنا شروع کر دیں۔ کون ہے، بھلا..... جس کی انگلیوں سے

ساتھ تولنے کی بات ہوئی..... تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا (کیا گن گن کے قول رہے ہو؟ ایک، دس، سو، ہزار، لاکھ، کروڑ کیا؟) «لو وزنت الدنيا كلها لرجحها» کہ اگر ایک پلڑے میں دنیا کے سارے مدبر، مفکر، مصلح، ریفارمر، فقیہ، مجتہد، امام، پیر، فقیر، صاحبانِ جمال و کمال بڑے سے بڑے غرض ساری دنیا والے ڈال دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں اکیلے آمنہ کے لعل ہوں۔ ساری دنیا والے مل کر بھی اکیلے مدینے والے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

کوئی آپ ﷺ کی شان کس طرح بیان کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ تو وہ ہیں کہ جن کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ایک روز سید الانبیاء ﷺ مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے، باہر بچے کھیل رہے تھے، آپ نے ایک ایک کے سر پر ہاتھ رکھا، میرے سر پر بھی ہاتھ رکھا، میرے گالوں کو چھوا تو میرے کلیجے میں اس طرح کی ٹھنڈک پڑی کہ وہ ٹھنڈک بیان نہیں کر سکتا، صرف محسوس کرنے کی شے تھی اور آپ کے ہاتھوں سے اس طرح خوشبو اٹھ رہی تھی، اس طرح کی خوشبو میرے جسم و جاں کو معطر کر رہی تھی کہ ایسے دکھائی دیتا تھا جیسے آپ کا ہاتھ خوشبو کی نہر ہو۔“

آقا تو وہ ہیں کہ ایک روز سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں گئے، اُن کی والدہ کا معمول تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کے گرے ہوئے پسینے کے قطرات کو اکٹھا کر کے ایک بوتل میں جمع کر لیا کرتیں۔ ایک روز سید الانبیاء ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کی ماں کو ان قطرات کو جمع کرتے ہوئے دیکھ لیا، فرمایا: اے انس کی ماں! میرے پسینے کے قطرات کیوں جمع کر رہی ہو؟ اس نے کہا، آقا! لوگ عطر استعمال کرتے ہیں اور میں عطر کی جگہ آپ کا پسینہ استعمال کرتی ہوں کہ دنیا کی کوئی خوشبو آپ کے پسینے کی خوشبو کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔“

”مَصَّبَتِ الدُّهْرُ وَمَا أَتَيْنَ بِمِثْلِهِ  
وَلَقَدْ أَتَى فَعَجَزَنْ عَنْ نَظَرِ آيَةٍ“

یعنی ”صدیاں بیت گئیں، زمانے لد گئے، کوئی آپ ﷺ کی طرح کا نہ آیا اور آپ ﷺ آمنہ کے ہاں تشریف لے آئے تو اب قیامت قائم ہو جائے، کوئی آپ ﷺ کی طرح کا نہ آئے گا“

سے پاک، کجیوں سے صاف، ایسے پیدا ہوئے کہ آقا! ایسے دکھائی دیتا ہے جیسے خالق نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا کیا ہو۔“

آپ ﷺ تو وہ ہیں کہ جن کے بارے میں حضرت جبریلؑ گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں:

«لَقَبْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا لَمْ أَرِ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ﷺ»

حضرت جبریلؑ کے اس کہے ہوئے کا ترجمہ

ایک فارسی شاعر نے یوں کیا کہ

”آفا تھا گردیدہ ام

بیار خواں دیدہ ام

مہر بتاں لرزیدہ ام

لیکن تو چیزے دیگری“

یعنی میں مشرق سے مغرب تک اُڑا، میں شمال سے جنوب تک گیا، میں نے ہر دور کے صاحبانِ جمال بھی دیکھے، صاحبانِ کمال بھی دیکھے، سونے بھی دیکھے، من مومنے بھی دیکھے، شان والے بھی دیکھے، اونچے مقام والے بھی دیکھے، بڑے سے بڑا دیکھا، اونچے سے اونچا دیکھا، دنگ کر دینے والے، بڑے بڑے دنگ دیکھے، قسما قسم دیکھے، رنگ برنگ دیکھے، لیکن اے مسجد نبوی کے کچے صحن میں بیٹھ کر، آسمان کے چاند کو شرما دینے والے! تجھ سے بڑھ کر نگاہوں میں کوئی آیا ہی نہیں، تیرے بنا، دل میں کوئی سما یا ہی نہیں.....“

اوروں کی بات چھوڑیں، خود نبی کائنات ﷺ نے فرمایا: ”ایک روز میں وادیؑ بطحا“ میں آرام کر رہا تھا، میری آنکھیں سو رہی تھیں، دل جاگ رہا تھا کہ ایسے میں دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا ”کیا یہ وہی ہیں جن کی طرف ہم کو بھیجا گیا ہے؟ دوسرے فرشتے نے کہا: ”ہاں ہاں! یہی تو ہیں جن کی طرف ہم کو بھیجا گیا ہے!“

(آپ ﷺ نے فرمایا) پھر ایک ترازو قائم کیا گیا، اس کے ایک پلڑے میں مجھ کو رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں ایک عام شخص کو رکھا گیا لیکن میرا پلڑا بھاری رہا، پھر ایک کی جگہ دس کو میرے ساتھ تولا گیا، میں تب بھی وزنی ٹھہرا، پھر 10 کی جگہ 100 کو میرے ساتھ ترازو کیا گیا، میرا پلڑا تب بھی بوجھل ہی رہا، پھر ایک ہزار کو میرے

نہروں کی طرح پانی چشم مار کر بہنے لگے.....!!

کون ہے..... کہ جس نے، جس جسے پر نماز ادا کی ہو، اللہ تعالیٰ نے اسے ”روضۃ من ریاض الجنۃ“ (جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ) بنا دیا ہو.....!! کون ہے جس نے ایک قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ”جنت البقیع“ بنا دیا ہو..... ہاں، ہاں، بتاؤ تو ذرا..... کون ہے؟

راکب ذہانت و فطانت  
مرکب عدالت و امامت  
مجملہ امانت و دیانت  
صاحب اقبالیت و بداعیت  
مطہر و منور، محسن انسانیت  
میرے آقا، میرے مولا کے سوا.....؟  
کوئی نہیں، کوئی نہیں، رب کعبہ کی قسم! کوئی نہیں!  
جب کوئی نہیں، تو پھر کون ہے؟ جو آپ کی تعریف کا حق ادا کر پائے؟

اللہ کے وہ محبوب، اللہ کے وہ مرغوب، کائنات میں سب سے افضل، اشرف، اکمل، کامل اور مکمل زندگانی والے کہ جس نے لطافت سے، آپ کو دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔  
آپ ﷺ تو وہ ہیں کہ جن کے بارے میں

حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنٍ  
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ  
خُلِقْتُ مُبْرَأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا نَشَأُ

کہ اے آقا! آپ ایسے خوب صورت، خوب رو، خوش جمال، خوش خصال، صاحب جمال، صاحب کمال کہ کمالات کے کمال کو پہنچے ہوئے اور حسن صفات کے اتمام کو پہنچے ہوئے۔ آپ ﷺ جیسا خوب رو، خوب صورت، آپ جیسا سوہنا، من موہنا، چندا کاروپ، سندرسوہ، کائنات کی کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ جیسا حسن و جمال کا پیکر، رعنائیوں کا مرکب، کائنات کی کوئی آنکھ کس طرح دیکھ سکتی ہے کہ آپ جیسا ضیاء پاشیوں کا مجمع، حسین و جمیل، وجیہ و تخیل کائنات کی کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

آپ عیوب سے مبرا، نقائص سے مصفا، خامیوں

# لیبرل ازم سقوطِ ڈھاکہ اور پاکستان کا مستقبل

تحریر: جناب رفیق چوہدری

انگریز کا بنایا ہوا دستور اب تک چل رہا ہے۔ اس میں اسلامائزیشن کے عمل کی بجائے اسلامی دفعات کی تحلیل و ترمیم کو ترجیح دی گئی۔ قیام پاکستان کے بعد اگر سیاست کی بنیاد اسلامی اصولوں پر رکھی جاتی تو پاکستان کبھی نہ ٹوٹتا مگر جیسا کہ اقبال نے فرمایا تھا۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو  
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی  
وہ قوم جو چٹا گنگ سے لیکر درہ خیبر تک اسلام کی  
بنیاد پر باہم متحد و منظم تھی، لیبرل سوچ کے حامل حکمرانوں  
اور سیاستدانوں کے طرز عمل اور باہمی رسد کشی کے نتیجے  
میں پارٹی بازی اور تفرقہ بازی کا شکار ہو کر باہم دست  
نگریباں ہو گئی۔ جس سیاستدان کو اقتدار میں جگہ نہ ملی اس  
نے ایک نئی جماعت بنا ڈالی اور اس کو برسرِ اقتدار لانے  
کے لیے بسا اوقات بھارت جیسے ازلی دشمن کی پشتیبانی  
حاصل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا گیا۔ شیخ مجیب کی عوامی  
لیگ، جگتو فرنٹ اور دیگر کئی سیاسی پارٹیاں اس کی مثال  
ہیں۔ چنانچہ اس پارٹی بازی اور بھانت بھانت کے  
نظریات و تصورات کے نتیجے میں قومی اتحاد و ملی یکجہتی کا  
جنازہ اٹھ گیا اور پھر یہ لیبرل طرز سیاست ہی تھی جس نے  
مشرقی پاکستان کے سو ا کروڑ ہندوؤں کو تیس کروڑ  
مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ سقوطِ ڈھاکہ کی صورت میں  
کرنے کا موقع دیا۔ لیبرل سیاست کے نتیجے میں گانگریہ،  
مشرقی پاکستان میں ایسے ہی متحرک تھی جیسا کہ قیام  
پاکستان سے پہلے۔ بعد ازاں یہی ہندو مجیب الرحمن کی  
عوامی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور انہوں نے لفظ مسلم  
نکال کر نیشنل عوامی لیگ رکھ لیا۔ اسی عوامی لیگ نے  
پاکستانی قوم کے ملی اتحاد میں پہلا سوراخ بنگالی زبان کے  
نام پر کیا۔ فروری 1948ء میں ایک ہندو رکن نے اسمبلی  
میں بنگالی زبان کو قومی زبان قرار دینے کی قرارداد پیش کی  
اور اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو اپنے بہت  
سے مطالبات منظور کرنے پر مجبور کر دیا۔ ان ہندوؤں نے  
مشرقی پاکستان میں معاشی عدم استحکام اور عدم مساوات کا  
نعرہ بلند کیا اور پاکستان کو توڑنے میں اپنا بھرپور کردار ادا  
کیا۔ امریکی دانشور رش بروک ولیمز نے 1970ء میں  
عوامی لیگ کی انتخابی مہم کے حوالے سے لکھا ہے: ”اس  
قدر وسیع جنگی مہم، کثیر سرمایہ اور اخراجات کے بغیر ممکن نہ

اصولوں اخوت، مساوات اور عدل و انصاف کے ذریعے  
کیا جاتا۔ آئین، سیاست، معاشرت، معیشت، تعلیم،  
عدلیہ، میڈیا سمیت ہر شعبے اور ہر ادارے میں ہر سطح پر  
بنیادی نظریہ کے مطابق اسلامائزیشن کا عمل اولین ترجیح  
قرار دیا جاتا۔ یوں قومی یکجہتی و ہم آہنگی کی ایسی فضا قائم ہو  
جاتی کہ جس میں رنگ، نسل، زبان، کلچر، سندھی، بلوچی،  
پٹھان، پنجابی، بنگالی اور ہر طرح کی تقسیم و تفریق ایک  
قومی دھارے میں شامل ہو کر ختم ہو جاتی۔!!

بانی پاکستان اور مصور پاکستان کے ارشادات بھی  
پاکستان میں ہر ادارے اور ہر شعبہ میں ہر سطح  
پر اسلامائزیشن کے حوالے سے واضح اور اظہر من شمس  
ہیں۔ بلاشبہ تحریک پاکستان میں کروڑوں مسلمانوں کی  
بے مثال قربانیاں، ہجرتیں، بے انتہا صعوبتیں اور اذیتیں

**بانی پاکستان اور مصور پاکستان کے ارشادات بھی پاکستان  
میں ہر ادارے اور ہر شعبہ میں ہر سطح پر اسلامائزیشن  
کے حوالے سے واضح اور اظہر من شمس ہیں**

بھی ایک مکمل اسلامی نظام کے قیام کی غماز ہیں۔ لیکن  
بعد کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے اسلامائزیشن کے  
اس اہم اور اولین فرض کو صرف قرار داد مقاصد تک محدود  
رکھا اور عملی طور پر جو کچھ بھی کیا وہ لیبرل سوچ کا عکاس  
ہے۔ ان آزاد خیال، ”روشن خیال“ لیبرل سیاستدانوں  
اور حکمرانوں نے اپنے طرز عمل سے پاکستان کے ہر  
ادارے اور ہر شعبے میں لیبرل سوچ کو پروان چڑھایا۔ نتیجہ  
میں اسلام، نظریہ پاکستان اور قیام پاکستان کا اصل مقصد  
عوام و خواص کے فہم و شعور سے محو ہوتا چلا گیا اور بھانت  
بھانت کے تصورات اور نظریات پروان چڑھتے گئے۔  
اسلامی معاشرت کی بجائے مغربی کلچر اپنی تمام تر آزاد  
خیالیوں کے ہمراہ غالب ہوتا چلا گیا۔ 1937ء کا

تقسیم ہند سے قبل مسلمان مختلف حیثیتوں کی  
صورت میں بکھرے ہوئے تھے۔ انہیں ایک لڑی میں  
پر دکر باہم متحد و منظم کرنے میں جو واحد نظریہ کارفرما تھا، وہ  
تھا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہی وہ واحد جذبہ تھا  
جس کی بدولت چٹا گنگ سے لیکر درہ خیبر تک اور بحیرہ  
عرب کے ساحل سے لے کر کوہِ ہمالیہ کے دامن میں پھیلی  
وادیوں تک منقسم مسلمان آپس میں نہ مننے والے  
اختلافات بھلا کر باہم شیر و شکر ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں  
عظیم مملکت پاکستان معرض وجود میں آ گئی۔

اس نوزائیدہ مملکت کو نظریہ پاکستان کے فروغ کی  
اس سے کہیں زیادہ اشد ضرورت تھی جتنی کہ اس کے قیام  
کے لیے، کیونکہ یہ نظریہ ہی ہندو اور مسلمانوں میں بنیادی  
فرق اور پاکستان کی بنیاد تھا، اگر اس نظریہ کو درمیان سے

نکال دیا جائے تو بھارت اور پاکستان  
کے درمیان سرحد بے معنی ہو جاتی ہے  
۔ یہی وجہ ہے کہ مکار ہندو نے کمال  
عیاری سے دو قومی نظریہ کی دیوار میں  
دراڑیں ڈالنے کے لیے شروع دن

سے ہی پُر فریب حربے استعمال کیے۔ کبھی ”ہندو مسلم ایک  
قوم“ کے نعرے لگائے گئے تو کبھی مسلمانوں میں زبان،  
کلچر، رنگ و نسل کا زہر بھرنے کی کوشش کی گئی اور کہیں  
علاقائی منافرتیں بیدار کرنے کے لیے نیشنل ازم کو اجاگر کیا  
گیا۔ ہندوؤں کے ان تمام مکروہ ہتھکنڈوں کے جواب  
میں اشد ضرورت اس امر کی تھی کہ قیام پاکستان کے بعد  
سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر نظریہ پاکستان کو فروغ  
دیا جاتا اور قومی معاشرت کی بنیاد خالصتاً اسلامی تہذیب،  
تشخص، روایات اور طرز زندگی پر رکھی جاتی۔ مدرسوں،  
سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ترجیحی بنیادوں پر  
اسلامی تشخص کو بھارا جاتا۔ دور جاہلیت کی لسانی، علاقائی،  
ثقافتی عصبیتوں اور منافرتوں کا قلع قمع اسلام کے سنہری



سے ملک میں اسلام اور دوقومی نظریہ سے متصادم اور متضاد نظریات اور تصورات پروان چڑھے؟ کیا اسی لبرل ازم کی وجہ سے ملک میں مغربی و ہندوستانی کلچر، نیشنل ازم، کمیونزم اور سوشلزم وغیرہ کو فروغ نہیں ملا؟

ماضی کے ان زخموں اور تخیلوں سے سبق سیکھنے کی بجائے آج ہمارے حکمران علانیہ اور مخفیہ یہ کہتے ہیں کہ ”قوم کا مستقبل لبرل پاکستان سے وابستہ ہے“، اور عملی طور پر اس کا ثبوت ہولی و دیوالی کی ہندوانہ رسوں میں شریک ہو کر کیا جاتا ہے۔ کشمیر میں آج بھی پاکستانی پرچم لہرایا جاتا ہے اور ایسا صرف اسلام کے رشتے کی وجہ سے ہے۔ لبرل پاکستان کا تصور اور ہندو نواز پالیسیاں تحریک آزادی کشمیر پر کیا اثرات مرتب کریں گی؟

نظریہ پاکستان ہی وہ واحد جذبہ متحرک ہے جو ساحل سمندر سے لیکر سیاہ چمن کے گلہ شرز تک محاذوں پر ڈٹے ہوئے جانثار سپاہیوں کے حوصلے اور مورال کو بلند رکھتا ہے۔ اپنی بنیاد سے انحراف کرتے ہوئے لبرل پاکستان کا تصور اور دشمن کی ہولی و دیوالی کی رسوں میں شرکت وطن کے ان جانثار سپاہیوں کے حوصلے اور مورال پر کیا اثرات ڈالیں گے؟

پاکستان محض ایک ریاست کا نہیں بلکہ ایک طویل تاریخ کا نام ہے جسے 711ء میں محمد بن قاسمؒ کے ساتھ آنے والے عرب مجاہدوں، سلطان محمود غزنویؒ کے ہمراہ ہندوستان کے ظلم کدوں اور

سومناں جیسے بت کدوں سے کفر و شرک کا آخری حصار توڑنے کے لیے شہادت پانے والے اور شہاب الدین غوریؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ و سید احمد شہیدؒ کی ہمراہی میں غلبہ دین کی جدوجہد میں شہید ہونے والے اسلام کے جانثار سپاہیوں نے اپنے خون سے رقم کیا ہے۔ لبرل پاکستان کا تصور پاکستان کی اس سنہری تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ نیز یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا قیام پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والوں کی منزل لبرل پاکستان تھا؟ کیا لبرل پاکستان کا تصور ان شہیدوں کی روحوں سے غداری نہیں ہے؟

آج لبرل نظریات کا حامل طبقہ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ تاریخ کے نام پر پڑھایا جانے والا نصاب زہر آلود اور

نہت روزہ ”صحافت“ 21 دسمبر 1977ء میں لکھا کہ ”مغربی پاکستان والے اردو زبان کا ذکر تو بہت کرتے تھے مگر بولتے صرف انگریزی تھے۔ جب کہ بنگالی انگریزی بولنے سے گھبراتے تھے۔ ہندوؤں نے اس فرق کا فائدہ اٹھا کر بنگالیوں کے ساتھ زبان و ثقافت میں مماثلت کی بناء پر اپنا اشتراک عمل بڑھالیا۔ رہ گیا اسلام کا ناطہ وہ ہوا میں تو برقرار نہ رہ سکتا تھا جب زندگی کے کسی شعبے میں کسی اسلامی قدر کا کوئی نشان نہ تھا تو دلوں میں اس کی جھلک کیونکر آتی۔ وہی کچھریاں لگی تھیں، وہی جھوٹی شہادتیں، وہی جبر و استبداد کے طریقے، وہی انگریزی طرز کے الیکشن اور وہی ووٹوں کی دھاندلیاں، اسلام تو بس لفظوں کا ایک کھیل تھا“۔

اسلام کی بجائے لبرل اور سیکولر ذہنیت کے غلبہ کے نتیجے میں بانی پاکستان، مصوٰر پاکستان اور پاکستان کے لیے بے انتہا قربانیاں دینے والے عوام کا اسلامی فلاحی پاکستان کا خواب محض خواب بن کر رہ گیا اور نظریہ پاکستان کی جگہ بھانت بھانت کے نظریات اور تصورات اپنی جڑیں مضبوط کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ قومی یکجہتی و ملی سلامتی کے دشمن عناصر نے پاکستانی قوم کو ایک لڑی

تھی اور یہ سرمایہ اس جماعت اور قائدین کو ہندوؤں نے فراہم کیا تھا۔ کیونکہ اس کا پروگرام اس کمیونٹی کے لیے قابل قبول تھا۔ اس کی بجائے پاکستانی سیاست کی بنیاد اگر اسلامی اصولوں پر رکھی جاتی تو یقیناً ہندو اقلیت کو مسلم اکثریت کی تقدیر کا اس قدر بھیانک فیصلہ کرنے کا موقع ہرگز نہ ملتا۔

کسی بھی قوم کی تعمیر اور فکری و نظریاتی نشوونما میں تعلیم کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ضروری تھا کہ شعبہ تعلیم کو بھی اسلامی نظریات سے ہم آہنگ کیا جاتا، لیکن لبرل ذہنیت کے غلبہ نے حکمرانوں کو اس کی ضرورت محسوس نہیں ہونے دی۔ نتیجے میں نصاب تعلیم اور نظام تعلیم بدستور وہی رہا جو انگریز نے چھوڑا تھا۔ مشرقی پاکستان کے 1300 سوئچی ہائی سکولوں اور 47 نجی کالجوں کے 95 فیصد ہندو مالک تھے، جن کے کروں میں قائد اعظم محمد علی جناح کی بجائے گاندھی اور نہرو کی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ ڈھاکہ یونیورسٹی اس سے ملحقہ کالجوں اور صوبے بھر کے سکولوں میں درس و تدریس پر مامور ہندو اساتذہ نے اپنے بیوی بچے کلکتے اور دیگر بھارتی شہروں میں بھیج دیے تھے اور خود پاکستان کو توڑنے کے

**نظریہ پاکستان ہی وہ واحد جذبہ متحرک ہے جو ساحل سمندر سے لیکر سیاہ چمن کے گلہ شرز تک محاذوں پر ڈٹے ہوئے جانثار سپاہیوں کے حوصلے اور مورال کو بلند رکھتا ہے۔**

مشن پر گامزن تھے۔ ان ہندو اساتذہ نے مسلمان طالب علموں کی برین واشنگ اس طرح سے کی کہ مشرقی پاکستان کے مسلمان نوجوانوں کی اکثریت ہندوؤں کے دام فریب میں آگئی۔

غرض ہر شعبہ زندگی اور ہر ادارے میں اسلامی فکر کی بجائے لبرل سوچ غالب آگئی تھی۔ مشرقی پاکستان میں تعینات پاکستانی عملہ کے متعلق لارنس زائرنگ اپنی کتاب Pakistan, The Enigma of Development میں لکھتا ہے ”چار سوسول افسران (سی ایس پی) ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے تھے۔ معاشرے اور عوام میں ناراضگی ان افسروں کی کارکردگی پر نہیں بلکہ رویے پر تھی۔ سی ایس پی افسران پر نوآبادیاتی ذہنیت رکھنے اور گورے انگریز سے بڑھ کر تحممانہ انداز اختیار کرنے کا الزام تھا۔“ لبرل بیوروکریسی کا طرز رہن سہن، لباس، چال ڈھال اور زبان تک انگریزوں والی تھی۔ الطاف گوہر

میں پروئے والی دوقومی نظریہ کی ذور پر ایک بار پھر رنگ و نسل، زبان، کلچر اور نیشنل ازم کی مینھی اور کند چھریاں چلانے کا ہنر آزمایا۔ نتیجے میں صرف کچھ ہی عرصہ میں وحدت اسلامیہ بکھر کر پارہ پارہ ہوئی، بنگال الگ ہو گیا۔ ایک عظیم اور آفاقی نظریہ کی حامل قوم کو گاؤ ماتا کی پجاریں اور مشرکہ عورت کے یہ زہر آلود الفاظ سنبھنے پڑے کہ ”دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال کی لہروں کی نذر کر دیا گیا ہے“۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ غلیظ ترین دشمن کے یہ تیز نشتر ہمیں صرف اور صرف پاکستانی حکمرانوں کے لبرل طرز فکر و عمل کی وجہ سے سنبھنے پڑے؟۔ کیا یہ لبرل ازم نہیں تھا جس کی وجہ سے دوقومی نظریہ اور اسلامی تصور سیاست کو پس پشت ڈال دیا گیا؟ کیا یہ لبرل ازم نہیں تھا جس کی وجہ

مجید کا آخری وعظ اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتا ہے۔ جب اللہ کا ڈر دل میں پیدا ہو جائے گا تو انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دے گا اور اس کے تمام احکام بجالا لے گا۔

### قرآن مجید میں سود ترک کرنے کا حکم:

﴿اتَّقُوا اللَّهَ﴾ کے جملہ کے بعد ﴿وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ ہے جس کا معنی ”چھوڑ دو جو تمہارا سود باقی ہے۔“ چونکہ اسلام سے پہلے لوگ سود کا لین دین کرتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس سود کو چھوڑ دو جو تم نے کسی سے لینا ہے۔ البتہ اگر تم توبہ کر لو تو تم اپنے اصل مال لے سکتے ہو وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ یہ جملہ بھی قابل غور ہے ﴿إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ”اگر تم مومن ہو۔“ مطلب یہ کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ کے حکم پر عمل کیا جائے بصورت دیگر یوں سمجھو کہ سود ترک نہ کرنے کی صورت میں تم مومن نہیں رہو گے۔ تمہارے ایمان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

### سود کی رقم لے کر رشوت میں دینا یا اس سے بیت الخلاء تعمیر کرنا:

بعض علماء حضرات کہہ دیتے ہیں کہ اگر کسی نے جائز کام پر رشوت دینا ہو تو سود کی رقم سے وہ دے سکتا ہے۔ کیونکہ ”حال حرام بود بجائے حرام رفت“ حرام مال تھا حرام جگہ پر خرچ ہوا لہذا یہ جائز ہے۔ یاد رکھیے! ایسی عقلی شیطانی تاویلیں بالکل حرام اور اللہ کے حکم کی بغاوت پر آمادہ کرنے والی ہیں۔ بتائیے! جب سود کا لینا حرام ٹھہرا تو خرچ کرنا تو بعد کی بات ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا: ”تم سود کو چھوڑ دو“ تو اس حکم کے ہوتے ہوئے لینا کہاں سے جائز ہوا؟ جو رشوت دے گا پہلے سود لے گا پھر رشوت دے گا۔ پہلے سود لینے کی دلیل لائے جبکہ اس کے مقابل سود ترک کرنے کا واضح اور صریح حکم موجود ہے لہذا یہ بالکل ناجائز ہے۔ اسی طرح یہ رقم لے کر کسی کافر کو دینا یا کہیں سڑک یا رفاہی کاموں میں خرچ کرنا جن میں کسی کی ملکیت نہیں ہوتی ان سب صورتوں میں سود کا پیسہ خرچ کرنا حرام ہے۔

باقی رہا سود کی رقم سے بیت الخلاء بنانا وہ بھی ایسا ہی ہے کیونکہ اگر بیت الخلاء گھر کا ہے تو وہ اپنی ذاتی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے۔ اگر رفاہی ضرورت کے لیے

## مسئلہ سود اور مسک!!

خری

جناب الشیخ مولانا عبدالحق محمدی

وَالرَّيْبَةَ [مسند احمد]

”آپ فرماتے ہیں کہ بے شک سب سے آخر میں جو آیت اتری وہ سود کی حرمت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی (اس کی تفصیلات) بیان نہیں کیں لہذا تم سود کو اور جس میں سود کا شبہ ہو اسے بھی ترک کر دو۔“ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر المعروف تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں:

”اس رکوع کی حرمت سود کی آیات سے سب سے آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہی آیت ہے۔

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ نبی کریم ﷺ اس کے نازل ہونے کے بعد نو راتیں زندہ رہے۔ مشہور تابعی ابن جریج فرماتے ہیں کہ ”سلف کا قول ہے کہ اس آیت کے بعد آپ ﷺ صرف نو رات تک زندہ رہے۔ الغرض قرآن کریم میں سب سے آخر میں یہی آیت نازل ہوئی۔“

### قرآن مجید کا آخری پیغام:

جیسا کہ آپ نے پڑھ لیا ہے کہ قرآن مجید کی سب سے آخری آیت ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ ہے جس کا معنی ہے کہ ”تم اس دن سے ڈرو جس دن تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“ (قیامت کا دن) پھر ہر جان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔“ گویا اس میں قیامت کا قائم ہونا اللہ کی طرف لوٹنا

اللہ کو اپنے اعمال کا حساب دینا اور ان تمام اعمال پر جزا و سزا کا ملنا یاد دلانا ہے اور اپنے عذابوں سے ڈراتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کا آخری وعظ اس طرح سمجھیں جیسے مرنے والا آخری وقت میں وصیت کرتا ہے تو قرآن

اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو سب سے پہلے اپنے سے ڈرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ (البقرة: 278)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود تمہارا کسی کے پاس لینا باقی ہے اسے چھوڑ دو۔“

اصل بات یہ ہے کہ سود ہو یا رشوت زنا چوری ظلم وغیرہ منہیات انہیں وہی لوگ ترک کریں گے جو اللہ سے اس کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ جن کے دل میں اللہ کا خوف نہیں اللہ کے عذاب کا ڈر نہیں وہ ان جرائم کو کیسے ترک کریں گے؟

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت سے احکام دینے سے پہلے {اتقوا اللہ} کا لفظ کہا گیا ہے۔ مثلاً:

﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾

”اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہو۔“

﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَيْرِ﴾

”اس آیت میں اللہ سے ڈرنے کا پہلے حکم دیا گیا ہے پھر کہا گیا ہے کہ کل (قیامت) کے لیے تیاری کرو۔ (یعنی نیک اعمال کرو۔)

پہلی آیت میں سچ بولنے کا حکم دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ سچ وہی بولے گا جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہوگا۔

آیات قرآنی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ سود کی آیات اور اس کی ممانعت کے احکام نبی ﷺ کی آخری زندگی میں نازل ہوئے۔ یعنی احکام میں سب سے آخر میں سود کے احکام اترے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: إِنْ آخِرَ مَا نَزَّلَتْ آيَةُ الرَّبِّ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُبِضَ وَلَمْ يَفْسَرْهَا لَنَا، فَدَعَا الرَّبَّ

کسی ریلوے اسٹیشن لاری اڈہ یا ہسپتال اور کسی چوراہے پر بنایا جائے تو بھی سود کی رقم سے وہ بنانا درست نہیں۔ کیونکہ جب سود لینا حرام ٹھہرا تو پھر خرچ کرنے کا نمبر تو بعد میں آتا ہے۔ لہذا ان مقاصد کے لیے سود کا پیسہ خرچ کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ اگر کوئی دلیل سود لینے کی ہو تو پیش کی جائے محض قطعی باتوں سے یہ مسائل ثابت نہ ہوں گے۔

### سود کا لین دین ترک نہ کرنے والوں کے لیے وعید شریعہ:

اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو باوجود اللہ تعالیٰ کی صریح نہی کے سود کا کاروبار کرتے ہیں سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَقْعَلُوا فَاذْكُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

”پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

اس آیت میں ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے جو باوجود نہی کے سود کا معاملہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے سود کا کاروبار (لین دین) نہ چھوڑا تو تم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اب پھر اپنے انجام پر غور کرو کہ تمہارا کیا انجام ہوگا؟ کیا تم اللہ سے کہیں بھاگ جاؤ گے؟ یا تمہارے پاس ایسے ہتھیار ہیں جن سے تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کر سکو گے؟ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

”اس آیت میں ان لوگوں پر جو سود کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود بھی اس پر جے رہیں زبردست وعید ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”سود غور سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اپنے ہتھیار لے لے اور اللہ سے لڑنے کے لیے تیار ہو جا۔“ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”امام وقت پر فرض ہے کہ سود خور لوگ جو سود نہ چھوڑیں ان سے توبہ کرائے اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کی گردن مار دے اور انہیں قتل کر دے۔“

حضرت حسن بصریؒ و ابن سیرینؒ کا فرمان بھی یہی ہے۔

### سود کن چیزوں میں ہے؟ اس کی تفصیل:

یاد رہے کہ بنیادی طور پر چھ چیزیں یا اجناس ستہ وہ ہیں جن کو سود کا اصل قرار دیا گیا ہے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے:

[عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، يَدًا بِيَدٍ، فَمَنْ زَادَ، أَوْ اسْتَزَادَ، فَقَدْ أَرَبَى، الْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ." ] (مسلم)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کی بیج سونے کے ساتھ اور چاندی کی بیج چاندی کے ساتھ اور گندم کی بیج گندم کے ساتھ اور جو کی بیج جو کے ساتھ اور کھجور کی بیج کھجور کے ساتھ اور نمک کی بیج نمک کے ساتھ برابر برابر کی جائے نقد بہ نقد کی جائے جس نے ان چیزوں میں زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا اس نے سود لیا اور دیا۔ لینے والا اور دینے والا اس میں دونوں برابر ہیں۔“

اس مسئلے پر ایک اور حدیث جس کا مضمون بھی یہی ہے لیکن اس میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں:

[عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ، يَدًا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ، فَيُعْطَا كَيْفَ شِئْنُمْ، إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ." ] (مسلم)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کو سونے کے ساتھ پیچو اور چاندی کو چاندی کے ساتھ پیچو اور گندم کو گندم کے ساتھ پیچو اور جو کو جو کے ساتھ پیچو اور کھجور کو کھجور کے ساتھ پیچو اور نمک کو نمک کے ساتھ پیچو۔ ایک دوسرے سے ہم مثل برابر برابر نقد بہ نقد جب یہ چیزیں غیر جنس سے پیچی جائیں تو تم جیسے مرضی آئے بیچ سکتے ہو۔ (کی بیشی سے) بشرطیکہ نقد بہ نقد ہوں (ادھار نہ ہوں)۔“

دونوں احادیث میں اجناس ستہ (چھ اجناس) کا بیان ہے کہ جب ان کی بیج اپنی جنس سے ہو مثلاً سونے کی بیج سونے سے چاندی کی بیج چاندی سے وغیرہ تو ان میں تساوی مساوات برابری شرط ہے کہ زیادتی اور کمی سود ہے۔ دوسرا نقد بہ نقد ہونا بھی شرط ہے اگر ایک طرف سے نقد ہے تو دوسری طرف سے ادھار ہے اور وہ بھی سود ہے۔ البتہ اگر ان صورتوں میں جنس کا تبادلہ (بیج) جنس سے نہ ہو تو پھر ان میں کمی بیشی جائز ہے۔ مثلاً گندم کی بیج کھجور سے اسی طرح سونے کی بیج چاندی سے وغیرہ ان میں کمی بیشی سے بیج کرنا جائز ہے لیکن ان میں بھی ادھار جائز نہیں سودا دست بدست ہو۔ ادھار خواہ ایک طرف سے ہو یا دونوں طرف سے جائز نہیں۔

اس مضمون کی احادیث بخاری کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں بھی ہیں۔ ان چھ اجناس ① سونا ② چاندی ③ گندم ④ جو ⑤ کھجور ⑥ نمک کو سود کی حرمت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ پھر اس سے ائمہ کرام اور علماء عظام نے بہت سے مسائل تخریج کیے ہیں۔ بعض نے ان میں حرمت کی وجہ کیل اور وزن کو قرار دیا ہے لہذا ان کے نزدیک جو چیزیں بھی اس میں آتی ہیں ان کی اپنی جنس سے بیج میں برابری شرط ہے۔ بعض کے نزدیک حرمت کی وجہ طعام اور ذخیرہ ہونا ہے۔ یعنی جو چیزیں خوردنی ہوں اور ان کو ذخیرہ بھی کیا جاسکتا ہو ان میں بھی ہم جنس سے بیج میں برابری شرط ہے اور نقد ہونا بھی شرط ہے۔ زیادتی یا کمی سود قرار دی جائے گی اسی طرح ادھار بھی حرام ہوگا۔ ان مسائل کی تفصیلات فقہ کی کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

### سود کی حرمت اور مسلمان:

درج بالا آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں سود کی حرمت قطعی الثبوت ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ آج اگر ہم اپنے ماحول پر نظر ڈالیں تو اس وقت مسلمان سود کا کاروبار لینا دینا اتنا دھڑلے سے کر رہے ہیں گویا یہ حرام ہی نہیں۔ بنکوں کو دیکھو ہر وقت انسانوں سے بھرے ہوئے ہیں سود دیا جا رہا ہے یا لیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اگر آپ بنک میں رقم رکھیں تو بنک آپ کو سود دے گا اس مقصد کے لیے آپ اس میں اپنے پیسے رکھتے ہیں اگر آپ بنک سے قرضہ لیں تو آپ کو سود دینا ہوگا۔ پھر اس



قَبْلَ ذَلِكَ." (ابن ماجہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے تو وہ مقروض اسے کوئی تحفہ دے یا سواری کے لیے کوئی جانور دے تو وہ اس پر سواری نہ کرے اور نہ ہی اسے قبول کرے مگر یہ کہ یہ معاملہ ان کے درمیان قرضہ لینے سے پہلے چلتا ہو۔"

[عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ: إِنَّكَ بِأَرْضِ الرَّبَا هَذَا قَاشٍ، فَإِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدِي إِلَيْكَ حِمْلَ تَبَنٍ أَوْ حِمْلَ بَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ، فَإِنَّهُ رَبًّا.] (الجامع الصحيح)

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا سیدنا عبداللہ بن سلام سے ملا انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ایسی سرزمین میں رہتے ہو جہاں سود کا کاروبار عام ہے پس جب تو نے کسی سے کوئی حق (قرض وغیرہ) لینا ہو تو اگر وہ مقروض تجھے بھوسے کا لدا ہوا اونٹ یا جو کا لدا ہوا اونٹ یا گھاس کا گٹھا بطور تحفہ دے تو اسے مت لے کیونکہ وہ سود ہے۔" اسی مضمون کی ایک روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی

مروی ہے:

[كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رَبًّا.] (فیض

القدير شرح جامع الصغير)

"جو قرض کسی نفع کو کھینچ لائے وہ سود ہے یعنی قرضے کی وجہ سے مقروض کی طرف سے جو فوائد (قرض دینے والا) حاصل کرے وہ سب سود میں شمار ہوں گے جو ناجائز اور حرام ہیں۔"

ان واضح اور صریح نصوص کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سود کے جواز کی کوئی صورت نکالی جائے کیا معنی رکھتی ہے؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

جسے آدمی لے کر کھاتا ہے وہ (گناہ کے لحاظ سے) چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ گناہ کا درجہ رکھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو گوشت حرام مال سے بڑھتا ہے وہ دوزخ کی آگ کا حق دار ہے۔" [عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الرَّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا، أَيْسَرُهَا مِثْلُ أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ امْرَأَةً، وَإِنْ أَرَبَى الرَّبَا عَرَضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ." (مسند احمد)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سود کے (گناہ کے لحاظ سے) بالترتیب تہتر درجے ہیں جن میں کم سے کم معمولی درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح (زنا) کرے۔ بے شک سب سے بڑی چیز ایک مسلمان کی عزت ہے۔ (یعنی کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا سود سے بھی بڑھ کر کئی گنا ہے۔)"

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَتَيْتُ لَيْلَةً أُسْرِي بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَاتُ تَرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ أَكَلَتْهُ الرَّبَا." (ابن ماجہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "معران والی رات میں ان لوگوں پر سے گذرا جن کے پیٹ بڑے بڑے مکانوں کی طرح تھے جن میں بہت بڑے بڑے سانپ دوڑ رہے تھے میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا کہ یہ سود خور ہیں۔"

**قرض پر جو نفع حاصل کیا جائے:**

خواہ نقدی کی صورت میں ہو یا تحفہ اور دعوت کی صورت میں یا کسی اور چیز کی صورت میں ہو سب سود اور حرام ہے۔ اس کی دلیل میں چند احادیث آئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

[أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ: الرَّجُلُ مِمَّا يُقْرَضُ أَخَاهُ الْمَالَ فَيَهْدِي لَهُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا، فَأَهْدَى لَهُ، أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ، فَلَا يَرْكَبَهَا وَلَا يَقْبَلُهُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ

ناجائز اور قطعی حرام کام کو دھوکہ دینے کے لیے ان بیکوں کے نام "اسلامی بینک"، "مسلم بینک" وغیرہ وغیرہ رکھ دیئے ہیں۔ کیا جس بینک میں سود کا لین دین ہوتا ہو اس کو اسلامی یا مسلم بینک کا نام دینا کبیرہ گناہ نہ ہوگا اور اللہ کے حکم کی کھلم کھلا بغاوت نہ ہوگی؟ اسی طرح آج کے مسلمان بینک کے علاوہ پرائیویٹ طور پر کسی سے سود پر رقم لے لیتے ہیں اور مقررہ شرح سے سود کے ساتھ لوٹا دیتے ہیں یہ سب سود ہے۔ مثلاً دس ہزار قرضہ پر سال بعد گیارہ ہزار لینا یا دینا اسی طرح ایک لاکھ پر مقررہ شرح کے ساتھ سود لینا یا دینا یہ سب سود ہے جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ اس کا ایک درہم ۶۴ بار زنا کرنے سے زیادہ جرم قرار دیا گیا ہے۔ پھر مزید براں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سود کے گناہ کے بالترتیب تہتر درجے ہیں کم سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔" کوئی انسان خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس بات کا تصور کر سکتا ہے کہ وہ اس جرم کا ارتکاب کرے؟ لیکن آپ دیکھ لیں کہ آج مسلمان کہلانے والے یہ جرم بھی کر رہے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ جب قرآن مجید کے بیان کے مطابق ایسے لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان کر رکھا ہے تو ان کا اسلام کس درجے کا ہے؟ اور وہ کہاں تک مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟

**سود کے لین دین کے بارے میں وعید شدید دلی**

**احادیث:**

[عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكِلَ الرَّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَشَاهِدِيَهُ، وَكَاتِبَهُ.] (مسلم)

"سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر سود کھلانے والے پر (لینے دینے والے پر) اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر لعنت کی ہے۔"

[عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "دَرَاهِمُ رَبًّا أَشَدُّ عَلَى اللَّهِ مِنْ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ زَيْنَةً" وَقَالَ: "مَنْ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنَ السُّحْتِ قَالَتَارُ أُولَى بِهِ." (شعب الإيمان)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک درہم سود کا

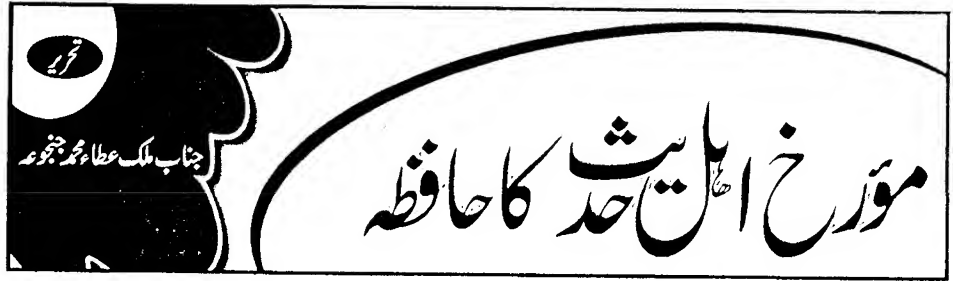
میں بھی یاد ہیں۔ اس کا مشاہدہ اس طرح ہوا کہ عزیزم عبدالرؤف بن حافظ محمد دین کی دعوت پر مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی ۲۴ جولائی ۲۰۱۵ء کو خطبہ جمعہ کے لیے چک نمبر ۲۳ الف جنوبی سرگودھا علی الصبح تشریف لائے۔ جماعتی احباب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور اسلاف کی خدمات اور حالات سے متعلق استفسار کرتے رہے۔ جناب بھٹی صاحب نے تاریخی واقعات کو لفظ بہ لفظ اس طرح بیان کیا جس طرح انہوں نے کتب میں ضبط تحریر کیا ہوا ہے۔

پندرہویں صدی ہجری کا انسان ستر برس کی عمر میں ایک ہزار شخصیات کی گفتگو اور خطاب کو لفظ بہ لفظ یاد رکھ سکتا ہے تو قرون اولیٰ کے صحابہ و تابعین یقیناً مرشد کامل محمد ﷺ کی زبان اقدس سے نکلنے بکھرے موتیوں کو احسن طریق سے دل کی تختی پر محفوظ رکھنے کی صلاحیت سے بہرہ ور تھے۔ اللہ اُن کی قبروں پر رحمت کی برکھا برسائے جنہوں نے علم حدیث ہم تک پہنچایا۔



## مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کی ایک سال کے لیے عبوری باڈی کا اعلان کر دیا گیا

منظر آباد (اے این این) مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کی ایک سال کے لیے عبوری باڈی کا اعلان کر دیا گیا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر پروفیسر ساجد میر نے مرحوم امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر پروفیسر شہاب الدین مدنی کی وفات کے بعد ان کے جانشین بیٹے دانیال شہاب مدنی کے ہمراہ مولانا محمد صدیق بالا کوٹی کو امیر، محی الدین اثری، مولانا عتیق الرحمن شاہ کو نائب امراء، مولانا قاری محمد اعظم عارف کو ناظم اعلیٰ، دانیال شہاب مدنی نائب ناظم اعلیٰ اور عبدالشکور آزاد کو ناظم مالیات مقرر کرنے کی توثیق کر دی ہے۔ یاد رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کی مرکزی شوریٰ نے مذکورہ بالا عہدیداران کا چناؤ پہلے عبوری طور پر ایک سال کے لیے عمل میں لایا تھا۔ جبکہ مجلس شوریٰ کے اس فیصلے کی بھی پروفیسر ساجد میر نے توثیق کر دی ہے کہ جامعہ محمدیہ اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کا انتظام و انصرام پروفیسر شہاب الدین مدنی کا خاندان بدستور چلاتا رہے گا۔ اجلاس میں مولانا عبدالعزیز حنیف سینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، تحریک المجاہدین کے امیر شیخ جمیل الرحمن اور دیگر مرکزی ذمہ داران بھی موجود تھے۔



تصدیق کے لیے عصر حاضر میں خال خال اہل علم موجود ہیں جن کا حافظ قوی ہے۔ اس فہرست میں برصغیر کے نامور اہل قلم مولانا محمد اسحاق بھٹی بھی شامل ہیں جنہوں نے ایک ہزار کے لگ بھگ مذہبی و سیاسی شخصیات کے خاکے تحریر کیے۔ تاریخ و سوانح پر ان کی چالیس کتب مارکیٹ میں آ کر علمی حلقوں میں مقبول ہو چکی ہیں جنہیں پڑھ کر قاری یوں محسوس کرتا ہے جیسا وہ عدم کے راہی کو چلتا پھرتا اور تقریر کرتا دیکھ رہا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، وہ عمر کی ستر بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ اگرچہ جسمانی طور پر نحیف و کمزور ہو چکے ہیں تاہم ان کا حافظ قوی ہے۔ انہوں نے جن شخصیات سے ملاقاتوں کا تذکرہ علمی بحث مباحث کی گفتگو اور تقاریر کے اہم اقتباس کو قلمبند کیا ان کو بڑھاپے

اللہ سبحانہ نے بنی نوع انسان کو ماحول کی مناسبت سے جدا گانہ خوبیوں سے نوازا ہے، اہل عرب میں حافظ کی خوبی بدرجہ اتم موجود تھی جس کی نظیر دنیا کے کسی علاقہ میں نہیں ملتی۔ عرب قبائل کو ایک دوسرے کا حسب و نسب از بر تھا۔ اونٹ تجارتی لحاظ سے ریگستانی جہاز ہے۔ چنانچہ وہ ان کی نسل سے بھی جنوبی واقفیت رکھتے تھے۔ اہل عرب محفل کی گفتگو سن لیتے جو کمپیوٹر کی طرح ان کے سینوں میں محفوظ ہو جاتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرشد کامل محمد ﷺ کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگی خدمت حدیث کے لیے وقف کر دی۔ سرور کائنات ﷺ کی زبان اطہر سے جو الفاظ نکلتے وہ اس کو یاد کر لیتے، پھر اس کو لکھ لیتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۵۳۷۴، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ۲۶۳۰ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ۲۲۸۶ احادیث مروی ہیں۔

برصغیر میں عرب کی نسبت حافظہ کی خوبی قدرے کم تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ حافظہ کی صلاحیت تدریجی لحاظ سے کم ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ ایک دن کی گفتگو کا مفہوم دوسرے دن تو یاد رہے لیکن ہو بہو الفاظ یاد نہیں رہتے۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ انسان نے اللہ کی عطا کردہ عقل کو بروئے کار لا کر موبائل ایجاد کر لیا جو آواز اور حرکات و سکنات کو محفوظ کر لیتا ہے۔ چنانچہ اس دور کے عام فہم شخص کے ذہن میں شک گزرتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس قدر احادیث اور ان کی روایات کو کس طرح لفظ بہ لفظ یاد کر لیا؟

قرون اولیٰ کے محدثین کے حافظہ کی

## زلزلہ زدگان میں پچاس لاکھ سے زائد مالیت کا سامان تقسیم

مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں امیر محترم اپنے دفتر میں تشریف فرما تھے کہ زلزلہ کے جھٹکے محسوس کیے جانے لگے۔ جب شدت بڑھی تو امیر محترم سمیت سارا سٹاف باہر کھلے محسن میں آکھڑا ہوا۔ وہاں بھی کافی دیر تک زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے جاتے رہے۔ بالآخر جب زلزلہ تھما سب اپنے اپنے دفاتر میں آکر دوبارہ مصروف عمل ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد ٹی وی آن کیا تو پورے ملک سے زلزلے کی خبریں موصول ہونے لگیں۔ اس کے ساتھ زلزلے سے مختلف شہروں میں ہونے والے نقصانات کی تفصیلات بھی منظر عام پر آنے لگیں جس میں سب سے زیادہ نقصان صوبہ خیبر پختونخواہ میں ہوا تھا۔

اگلے دن کے اخبارات صوبہ خیبر پختونخواہ کے نقصان کی تفصیلات سے بھرے پڑے تھے جس کو دیکھتے ہوئے امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے فوری طور پر شعبہ خدمت خلق کے چیئرمین جناب حافظ شاہد امین کو متاثرہ علاقوں میں ریلیف کے کاموں میں کارکنوں کو بھجوانے کی ہدایت کر دی۔ جس کے پیش نظر صوبہ خیبر پختونخواہ میں فوری طور پر امدادی کاموں کا آغاز کر دیا گیا۔

AYF کارکنان امدادی سرگرمیوں میں مصروف نظر آنے لگے اور اپنی ایسولینس سرورسز بھی مختلف علاقوں میں فوری روانہ کر دی گئیں اور متاثرہ علاقوں میں میڈیکل کمپ لگا دیئے۔ امیر محترم پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے ناظم مرکز 106 راوی روڈ لاہور حافظ بابر فاروق رحیمی کو ہدایت کی کہ وہ ضلعی/شہری امراء و ناظمین کو خطابات جمعہ میں متاثرین زلزلہ کے لیے تعاون کی اپیل کا کہیں۔ چنانچہ ملک بھر میں خطابات جمعہ میں اپیل کی گئی۔ فہر زلزلے شروع ہو گئے تو چیئرمین شعبہ خدمت خلق حافظ شاہد امین نے خدمت خلق کمیٹی کا اجلاس مرکز 106 راوی روڈ طلب کیا۔ کمیٹی کے ممبران جناب مولانا مبشر احمد مدنی، جناب حافظ آصف مجید، جناب طاہر شیخ اجلاس میں شریک ہوئے۔ اجلاس میں صوبہ KPK میں ہونے والے نقصانات کے تخمینہ کے لیے صوبائی امیر مولانا فضل الرحمن مدنی اور صوبائی ناظم ڈاکٹر ذاکر شاہ سے رابطہ کیا گیا۔ انہوں نے اپنے صوبہ کے ضلعی امراء کے ذمہ تفصیلات جمع کرنے کا کام لگایا۔

صوبہ KPK سے تفصیلات آنے کے بعد شعبہ خدمت خلق کے اگلے اجلاس میں جمع شدہ تفصیلات پر غور و خوض کیا گیا۔ حافظ شاہد امین چیئرمین شعبہ خدمت خلق اور ممبران مولانا مبشر مدنی، حافظ آصف مجید، طاہر شیخ نے امیر محترم اور ناظم اعلیٰ صاحبان سے مشاورت کے لیے طے کیا کہ زلزلہ متاثرین کے علاقے میں شدید سردی ہے جو کہ مزید بڑھتی جا رہی ہے۔ اس لیے ان تک گرم رضائیاں اور اوڑھنے والی گرم چادر پہنچانی جائیں تاکہ زلزلہ متاثرین کو سردی کی شدت سے بچایا جاسکے۔ اس اہم کام کے لیے چیئرمین شعبہ خدمت خلق حافظ شاہد امین صاحب دوسرے بذات خود فیصل آباد تشریف لے گئے اور دوسرے لاہور تشریف لائے تاکہ متاثرین تک اچھی اور بہترین چیزیں پہنچانی جائیں۔ اس دوران وہ امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ، ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالکریم سے مسلسل رابطہ میں رہے اور ان سے مسلسل رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خریداری کے سلسلہ میں بھی وہ اپنی ٹیم مولانا مبشر مدنی، حافظ آصف مجید، محترم طاہر شیخ کے علاوہ AYF فیصل آباد کے رہنماء حافظ منظور الہی کے ساتھ مشاورت اور رابطے میں رہے۔

بعد ازاں متفقہ فیصلہ کی روشنی میں ہزاروں کی تعداد میں اجیش رضائیاں اور گرم چادریں تیار کرنے کا آرڈر دیا گیا۔ آرڈر مکمل ہونے کے بعد حافظ شاہد امین نے حافظ منظور الہی اور نعمت اللہ ظفر کو ذمہ داری سونپی کہ وہ رضائیوں اور گرم چادروں کے بڑے کنٹینر مولانا فضل الرحمن مدنی کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ سی ضلع نوشہرہ پہنچائیں۔

ادھر مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ کے ناظم حافظ بابر فاروق رحیمی کے ذمہ لگایا کہ وہ پیغام ٹی وی کے کیمرا مین کو ساتھ لے کر تقسیم کے مرحلہ میں صوبہ خیبر پختونخواہ پہنچیں تاکہ ہر جگہ سے تقسیم کی کوریج بہتر انداز میں ہو سکے۔

5 دسمبر بروز ہفتہ کو حافظ بابر فاروق رحیمی ڈرائیور شفیق الرحمن کے ہمراہ اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے جہاں چیئرمین شعبہ خدمت خلق پہلے سے خیبر پختونخواہ جانے کے لیے اسلام آباد میں موجود تھے۔ یوں یہ قافلہ حافظ شاہد امین چیئرمین شعبہ خدمت خلق کی قیادت میں سی ضلع نوشہرہ کے

لیے براستہ موٹروے روانہ ہوا۔ دن تقریباً بارہ بجے کے بعد جامعہ اسلامیہ سی ضلع نوشہرہ پہنچے جہاں ساتھ ہی حافظ منظور الہی اور نعمت اللہ ظفر بھی زلزلہ متاثرین کے سامان کے ساتھ پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ اہلحدیث یوتھ فورس صوبہ بلوچستان کے صدر جناب نجیب اللہ عابد بھی حافظ شاہد امین کی ہدایت کے مطابق نوشہرہ پہنچ چکے تھے۔ اس مرکزی وفد کا پر تپاک استقبال صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر جناب مولانا فضل الرحمن مدنی اور ناظم صوبہ جناب ڈاکٹر ذاکر شاہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کیا۔ جب یہ وفد بھی پہنچا تو صوبہ خیبر پختونخواہ کے دور دراز سے تشریف لائے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ضلعی امراء و ناظمین بھی موجود تھے۔ جن کا مولانا فضل الرحمن مدنی نے مرکزی وفد کے ساتھ فردا فردا تعارف کروایا۔ اس کے بعد حافظ شاہد امین، مولانا فضل الرحمن مدنی اور حافظ بابر فاروق رحیمی نے باہمی میٹنگ میں سامان کی تقسیم کے سلسلہ میں مشاورت مکمل کی۔

بعد ازاں صوبہ بھر سے آئے ہوئے جماعتی ذمہ داران، امراء و ناظمین سے اجتماعی میٹنگ ہوئی اور ان کو سامان کی تقسیم کے طریقہ کار پر حافظ شاہد امین اور صوبائی امیر مولانا فضل الرحمن مدنی نے بریفنگ دی۔ جامعہ اسلامیہ سی کے وسیع لان میں نوشہرہ اور پشاور ضلع کے متاثرین زلزلہ میں سامان کی تقسیم کے لیے کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ پنڈال کو چاروں اطراف مختلف فلکیں اور جماعتی بینرز سے سجایا گیا تھا۔ سٹیج پر چیئرمین شعبہ خدمت خلق حافظ شاہد امین، صوبائی امیر مولانا فضل الرحمن مدنی، صوبائی ناظم ڈاکٹر ذاکر شاہ، ناظم مرکز 106 راوی روڈ حافظ بابر فاروق رحیمی، AYF صوبہ بلوچستان کے صدر نجیب اللہ عابد، حافظ منظور الہی اور نعمت اللہ ظفر موجود تھے۔ جبکہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی طرف سے زلزلہ متاثرین میں سامان کی تقسیم کی میڈیا کوریج کے لیے نوشہرہ اور پشاور کی میڈیا ٹیمیں بھی موجود تھیں۔ جن کی موجودگی میں پشاور اور ضلع نوشہرہ کے زلزلہ متاثرین میں سامان تقسیم کیا گیا۔ اگلے دن مختلف اخبارات میں اس کی نمایاں کوریج موجود تھی۔

مردان چار سہ دیر، بٹ خیل، سوات، شانگلہ، کوہاٹ، ہری پور، چترال میں زلزلہ زدگان میں سامان کی تقسیم کی رپورٹ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔





# انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں عالمی سیمینار

صدارت: معالی الدكتور احمد بن یوسف الدر پولیش علیہ السلام..... مہمان خصوصی: معالی الدكتور عبداللہ بن عبدالحسن الترمذی علیہ السلام

معاشرے میں دینی قیادت کی اہمیت اور ان کے مقام و مرتبے سے انکار ممکن نہیں۔ حالات کیسے بھی ہوں عوام ہمیشہ ان پر اعتماد کرتے ہیں اور مسائل کے حل میں ان سے امیدیں وابستہ رکھتے ہیں۔ امت مسلمہ کو اس وقت بہت سے چیلنجز درپیش ہیں۔ اس میں سب سے بڑا عفریت و ہشت گردی اور فرقہ واریت ہے جس کے خاتمے کے لیے دینی قیادت کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دینی خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے 24 نومبر 2015 بروز منگل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں ایک بین الاقوامی سیمینار بعنوان ”دینی قیادت کی دہشت گردی اور فرقہ واریت کے خلاف جدوجہد“ جس کی صدارت جناب ڈاکٹر احمد بن یوسف الدر پولیش مدیر الجامعہ نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی فضیلت مآب ڈاکٹر عبداللہ عبدالحسن الترمذی حفظہ اللہ سیکرٹری جنرل رابطہ العالم الاسلامی تھے۔ اس سیمینار میں ممتاز دینی قیادت موجود تھی۔ جن میں علامہ پروفیسر ساجد میر، مولانا سمیع الحق، مولانا طاہر اشرفی، پروفیسر یسین ظفر چودھری، ڈاکٹر ساجد الرحمن، ڈاکٹر حسن مدنی، حافظ مقصود احمد و دیگر موجود تھے۔

اس موقع پر متعدد علماء اور قائدین نے خطاب کیا اور فرمایا کہ اس وقت پوری دنیا بالعموم اور اسلامی ممالک بالخصوص دہشت گردی و تخریب کاری سے دوچار ہے۔ روزانہ سینکڑوں بے گناہ اور معصوم لوگ اس کی بیہوش چڑھ رہے ہیں۔ بد قسمتی سے دنیا اس سے پریشان تو ہے لیکن اس کے حل کے لیے سنجیدہ نہیں۔ کیونکہ وہ اسباب ختم نہیں کیے جا رہے جن کی بدولت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ عدل و انصاف نہ ہونے اور مغرب کے دہرے معیار نے مظلوم لوگوں کو ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔ آج یہ لوگ بدنام دہشت گردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ علماء نے مزید کہا کہ آج بھی اگر یہ فتنہ ختم کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں تو فی الفور عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کے ساتھ مسلم اور غیر مسلم کے درمیان دوہرا معیار ختم کرنا ہوگا۔ دینی قیادت نے ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھ دیا اور لوگوں کی دینی رہنمائی کی۔ اگرچہ دہشت گرد اسلام اور دین کا نام لیکر ہی ایسی وحشیانہ کاروائیاں کرتے ہیں لیکن ہم اس بات کو صحیح نہیں سمجھتے کہ

اگر آپ کے ساتھ انصاف نہیں ہوا تو آپ بے گناہ لوگوں کا قتل عام کریں۔ دینی قیادت کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ انہوں نے ہی دہشت گردوں کے خلاف آواز اٹھائی جس کے نتیجہ میں معروف علماء شہید کر دیئے گئے اور آج بھی علماء اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دینی قیادت نے ہمیشہ دہشت گردی کے خلاف اپنی خدمات پیش کیں اور دہشت گردی اور فرقہ واریت کی روک تھام کے لیے ہر ممکن عملی اقدام اٹھائے جس سے حالات بہتر ہوئے ہیں۔ یہ بات بھی محسوس کی جاتی ہے کہ اعلیٰ قائدین کی آپس کی ہم آہنگی کے اثرات خلی سطح تک منتقل نہیں ہوئے جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی اور تفریق کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی قیادت کو عوامی سطح پر بھی مشترکہ رابطے کرنے چاہئیں اور مل جل کر کانفرنس کرنی چاہیے۔ تاکہ مزید بہتری پیدا ہو اور عوام میں دینی قیادت کا اعتماد بحال ہو۔

سیمینار کے آخر میں مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور کہا کہ دینی قیادت ہی دراصل دنیا میں خیر بھلائی اور نیکی کے فروغ اور برائی کی روک تھام کا فریضہ سرانجام دیتی اور حکم ربانی کی تکمیل کرتی ہے۔ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ بہترین امت کا اعزاز علماء ہی کو جاتا ہے جب تک یہ فریضہ سرانجام دیں گے، خیر امت رہیں گے۔ دینی قیادت پوری دنیا کے لیے قیمتی سرمایہ ہے جس کی موجودگی سے فساد اور قتل و غارت کا راستہ روکا جاسکتا ہے۔ خاص کر اسلامی ممالک میں ان لوگوں نے مشکل حالات میں بھی حق و صداقت کا علم بلند کیے رکھا اور لوگوں کو صحیح اسلام کی تصویر پیش کی۔ اس کے بعد رئیس الجامعہ نے سیمینار کی سفارشات پڑھ کر سنائیں جن میں اہم نکات درج ذیل ہیں۔

- 1 یہ اجتماع جامعہ اسلامیہ عالمیہ کی حسن کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ وقتاً فوقتاً جامعہ ایسے عالمی پروگرام مرتب کر کے امت کی صحیح رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے جس پر مبارک باد کا مستحق ہے۔
- 2 دینی قیادت نے ہمیشہ دہشت گردی اور فرقہ واریت کی

3 نہ صرف مذمت کی بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کی۔ یہ اجتماع بھی دہشت گردوں سے اعلان برأت کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ ہمارا کسی سطح پر بھی ان سے تعلق نہیں ہے۔ یہ اجتماع قرار دیتا ہے کہ دینی قیادت اپنے فرائض سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور محسن خوبی لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

4 اسلام دین امن و سلامتی ہے۔ دینی رہنماء امن و سلامتی کے داعی ہیں اور اسلام کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

5 یہ اجتماع پوری دنیا کے مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ اپنے عقیدہ پر چٹنگی کا مظاہر کریں اور کسی ایسی کاروائی کا حصہ نہ بنیں جو فتنہ و فساد کا باعث بنے۔

6 یہ اجتماع شام، عراق، یمن میں تشویشناک صورت حال پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ شہداء کے ساتھ اظہار تعجب کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ان میں قیام امن کے لیے بھر پور کوششیں کی جائیں۔

7 یہ اجتماع مہمان خصوصی عزت مآب ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالحسن الترمذی کا شکر گزار ہے جنہوں نے سیمینار میں شرکت فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

آخر میں شرکاء کو مہمان خصوصی نے اپنے دست مبارک سے شیلڈیں پیش کیں اور پر تکلف ظہرانہ دیا گیا۔

رپورٹ: شعبہ نشر و اشاعت، وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

## بارہویں سالانہ سیرت تاجدار انبیاء کا نفرنس

بہقلم جامع مسجد مقدس اہل حدیث گرین ٹاؤن ہٹز سیالکوٹ بتاریخ 12 ربیع الاول بعد نماز ظہر تا مغرب زیر صدارت علامہ پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ناظم کانفرنس مفتی کفایت اللہ شاکر ناظم ضلع سیالکوٹ۔ مقررین: قاری محمد بنیامین عابد قاری محمد یسین بلوچ مولانا محمد مشتاق چیمہ مولانا محمد ناصر مدنی قاری محمد اکرم زاہد بھٹو

## مبارکباد

مرکزی جمعیت اہل حدیث سیکرٹری کھنٹی بنگلہ غاروالہ کے ناظم سیاسی امور قاضی مشتاق احمد گجر کو یونین کونسل 50 پاکپتن کا مسلم لیگ ن کے پیٹل سے وائس چیرمین منتخب ہونے پر کارکنان جمعیت مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب: قاری بلال شاد و اراکین سیکرٹری کھنٹی بنگلہ غاروالہ

## مبارکباد

مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کے لیے نئے منتخب ہونے والے امیر مولانا محمد صدیق بالا کوئی کو جماعت کی قیادت سنبھالنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امیر محترم سینیئر پروفیسر ساجد میر صاحب کی فہم و فراست اور قائدانہ صلاحیتوں کو داد دیتے ہیں جنہوں نے اس نازک موقع پر جب مولانا اثری مرحوم کے جانشین پروفیسر مولانا شاہاب الدین مدنی کی اچانک وفات سے ایک خلا پیدا ہوا جسے حضرت الامیر پروفیسر ساجد میر صاحب نے عظیم دانشمندی سے پورا کیا کہ مولانا محمد صدیق بالا کوئی کو مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کا امیر نامزد فرما دیا۔

منجانب: مشتاق ماگرے، بٹول، عباس پور آزاد کشمیر

## سالانہ سیرت النبی کا نفرنس

مؤرخہ 8 دسمبر بروز منگل مرکزی جامع مسجد الہمدیٹ چک پنڈی میں مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس چک پنڈی ضلع گجرات کے زیر اہتمام سالانہ ساتویں سیرت النبی ﷺ کا نفرنس زیر صدارت مولانا عبدالواحد سلفی ناظم ضلع گجرات علامہ حافظ طارق محمود یزدانی امیر ضلع گجرات کے خصوصی خطاب کے علاوہ مولانا حافظ عدیل احمد گر جاکھی نے خطاب فرمایا اور حمد و نعت محمد خالد محمدی، محمد عدیل محمدی نے پیش فرمائیں۔ کا نفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

منجانب: صاحبزادہ قاری عبدالغفار صدیقی خطیب مسجد ہذا

## سیرت النبی ﷺ کا نفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع وہاڑی کے زیر اہتمام سیرت النبی ﷺ کا نفرنس و محفل حمد و نعت زیر سرپرستی قاری عبداللطیف نائب امیر ضلع وہاڑی بتاریخ ۲۲ دسمبر بروز منگل بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد اقصیٰ الہمدیٹ ایکس بلاک پیپلز کالونی وہاڑی منعقد ہو رہی ہے۔ مقررین: مولانا محمد نواز چیمہ، قاری یوسف یعقوب فیصل آبادی، حافظ صفوان احمد فاروقی، قاری عمر یزدانی۔

منجانب: قاری اسامہ صدیقی بن قاری عبداللہ طیب

## ضرورت رشتہ

ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً 26 سال ایم اے سیاسیات، دوسرا لڑکا جس کی عمر 23 سال ایم ایس نفسیات کے لیے راجپوت خاندان سے رشتے درکار ہیں۔ لاہور اور گرد و نواح کے رہنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: محمد سلیمان اظہر، ننگا نہ 0300-8067894

## اخبار الجماعۃ

## اسلام جنگی حالت میں بھی غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کا درس دیتا ہے۔

دہشت گردی کے تانے بانے اسلام اور پاکستان کے ساتھ جوڑنا یہود و نصاریٰ کی سازش ہے اسلام آباد..... مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد نے کہا ہے کہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی مملکت خدا واد پاکستان میں سود کی حمایت میں آوازیں اٹھانا افسوسناک اور لہجہ فکریہ ہے۔ سود کی حرمت قرآن پاک کی واضح آیات سے ثابت ہے۔ سودی نظام کے خاتمے کیلئے قانون سازی اور عملی اقدامات کئے جائیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز اہل حدیث اسلام آباد میں ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ شرکاء اجلاس میں چوہدری محمد یوسف سلفی ناظم، قاری ظہیر احمد سینئر نائب ناظم، حافظ عبدالرشید ناظم مالیات اور ایم این اے سلفی ناظم رابطہ شامل تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات میں تبدیلی کا اختیار تو انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔ احکامات الہی میں تحریف کرنا یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پیرس اور کیلے فورنیا میں دہشت گردی کے تانے بانے اسلام اور پاکستان کے ساتھ جوڑنا اہل کفار کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کا حصہ ہے اور یہود و نصاریٰ کی اسلام و پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ اسلام سلامتی کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ دین اسلام تو جنگی حالت میں بھی عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور غیر مسلم عبادت گاہوں کے تحفظ کا درس دیتا ہے۔

## مرکزی جمعیت AYF ضلع سرگودھا کی دینی و رفاهی خدمات

علاقہ میں خوف و ہراس کی علامت ”ون“ کا درخت لالیاں کے نوعی قصبہ ولے نو کے میں واقع تھا جس کو امیر ضلع سرگودھا مولانا سرفراز احمد نے اپنے مدرسہ کے طلبہ و اساتذہ و دیگر جماعتی ذمہ داران و یوتھ فورس کے نوجوانوں کے ہمراہ اکھاڑ کر جگہ کا صفایا کر دیا جس سے علاقہ میں اللہ کی توحید کا پرچم بلند ہوا غیر شرعی عقائد کا رد ہوا۔

یکم نومبر بروز اتوار چک 58 جنوبی ڈوگراں والا میں عظمت صحابہ و اہل بیت کا نفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں محمد منشاء قادری نے مخصوص انداز میں اپنا کلام سنایا اور پھر خطیب ایشیا قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی اور مولانا سیف اللہ خالد ملتانی نے شاندار خطابات کیے۔ حافظ ذاکر الرحمن صدیقی صدر AYF پاکستان اپنی مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔

8 نومبر بروز اتوار بعد نماز ظہر مردہ و ملی نزدنیو سیٹلائٹ ٹاؤن شہر سرگودھا میں ضلعی مرکز کا سنگ بنیاد امیر ضلع مولانا سرفراز احمد نے رکھا۔ اس موقع پر ناظم ضلع حافظ عبدالغفور چوہدری عبدالخالق ناظم مالیات، حافظ سیف اللہ کبیر پوری، حافظ محمد یوسف ناظم تعلیمات، عبدالجبار یزدانی و دیگر ذمہ داران و کارکنان بھی موجود تھے۔

تنظیمی روابط کے سلسلے میں 27 نومبر کا خطبہ جمعہ

امیر ضلع مولانا سرفراز احمد نے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک 85 شمالی میں ارشاد فرمایا۔

4 دسمبر کا خطبہ جمعہ حافظ مظہر الاسلام ناظم تحصیل سرگودھا نے چک 29 جنوبی میں پڑھایا۔

ضلعی جماعت کے زیر اہتمام مدرسہ سلفیہ پل 111 پر فنی و جسمانی معذور بچوں کے لیے مسلسل 3 کیمپ لگائے گئے۔ پہلا کیمپ 20 نومبر دوسرے 27 نومبر تیسرا 4 دسمبر اور چوتھا کیمپ 18 دسمبر بروز چک پل 111 پر ہی لگایا گیا۔

6 دسمبر بروز اتوار چک 42 جنوبی میں درس قرآن کا اہتمام کیا گیا جس میں مولانا سیف اللہ خالد ملتانی نے ”مقام مصطفیٰ“ کے عنوان پر شاندار خطاب کیا۔

14 دسمبر بروز منگل چک 113 جنوبی میں سیرت تاجدار انبیاء کا انعقاد کیا گیا جس میں مولانا عبدالرحمان رانخ اور مولانا عبدالرزاق طاہر نے خطابات فرمائے۔

## ضرورت خادم مسجد

ہمیں مرکزی جامع مسجد الہمدیٹ کے لیے ایک صالح اہل حدیث اور ایسے خادم مسجد کی ضرورت ہے جو جو وقت ضرورت نماز بھی پڑھا سکے۔

رابطہ: قاری ابوبکر صدیق، صدر AYF جام پور ضلع راجن پور

0333-8556473

### دعائے مغفرت

مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کے سربراہ مولانا پروفیسر شہاب الدین المدنی مؤرخہ 25 نومبر کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ مولانا مرحوم کی خدمات کو تادیر یاد رکھا جائے گا۔ مولانا مرحوم نے مسلمانوں کے درمیان اور بالخصوص دیگر مسالک کے درمیان اتحاد و اتفاق کی فضا کو فروغ دیا۔ انہوں نے تحریک آزادی کشمیر کے حوالہ سے بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان کلمات کا اظہار مشتاق ماگرے خطیب جامع مسجد الہدیث بول عباس پور آزاد کشمیر نے اپنے خطبہ جمعہ میں کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ مولانا شہاب الدین مدنی مرحوم کے والد محترم مولانا محمد یونس اثری نے بھی آزاد کشمیر کے اندر توحید و سنت کے لیے بے شمار کوششیں کیں اور دور دراز علاقوں جن میں عباس پور بھی شامل ہے مساجد تعمیر کروائیں جو ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ مرحوم مولانا شہاب الدین نے بھی اپنے والد مرحوم کا شش جاری رکھا اور جماعت کے اندر اتفاق و اتحاد کو فروغ دیا۔ آخر میں مولانا مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی۔

منجانب: جماعت الہدیث بول عباس آزاد کشمیر

### اظہار تعزیت

پچھلے دنوں ممتاز عالم دین مولانا قاری محمد حنیف ربانی ناظم ضلع گوجرانوالہ کے والد محترم اور جماعت کے ممتاز رہنما جناب الحاج نذیر احمد انصاری کی والدہ صاحبہ وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

منجانب: محمد بلال وارا کین بلال ٹاؤن گوجرانوالہ

### جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (ماپوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

### اظہار تعزیت

گزشتہ روز مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ تبلیغ کے معاون حافظ عثمان شاکر ناظم مرکز 106 راوی روڈ حافظ بابر فاروق ریسٹی اور مولانا ریاض بدر نے نامور خطیب قاری محمد حنیف ربانی کے والد محترم کی وفات پر کاموکی میں ان کی رہائش گاہ پر تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور جملہ لواحقین کے لیے اللہ کے حضور دعا بھی کی۔

منجانب: محمد عمران مجاہد فیروز ٹوٹوال

### دعائے مغفرت

راجوالہ سے مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ کے دیرینہ

ساتھی صف اول کے نمازی حاجی محمد علی 8 دسمبر 2015ء بروز منگل قضاے الہی سے وفات پا گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا مرحوم کے ساتھ بھرپور حصہ لیا اور شریکِ جیل رہے۔ نہایت فلسفہٴ خوش اخلاق شب زندہ دار اور مدرسہ کی انجمن کے ممبر اور مولانا کے خاص مشیر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سینات سے درگزر فرما کر جنت میں اعلیٰ جگہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین!

شریکِ غم: عنایت اللہ امین مدرس راجوالہ

اپنی سابقہ روایات کی امین

کتاب و سنت کی آئینہ دار

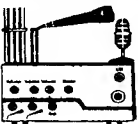
چھپ گئی ہے۔

اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کی ترجمان  
**عظیم خوشخبری**  
**2016 کی**  
**الاحسان ڈائری**

ڈائری انتہائی نفیس اور عمدہ کاغذ پر پرنٹ ہوگی۔ ان شاء اللہ!

ناظم دفتر الہدیث یوتھ فورس پاکستان 106 راوی روڈ لاہور  
**رابطہ** عطاء الرحمن حقانی  
**0300-4324407 - 0332-4224407**

**Al-Fatah**  
Loud Speaker Amplifier



پروفیسر محمد عثمان

**الفتح ایسپلی فائر لاؤڈ سپیکر**

نیو ایسپلی فائر کی بہترین درآمدی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایسپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو ایفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob:0321-7432246

Mob:0334-7967107

Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزدیکی کالج گوجرانوالہ

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام

جامع مسجد تقویٰ H بلاک وفاقی کالونی لاہور

25 دسمبر کا 2015

خطبہ جمعۃ المبارک

آغاز خطبہ 12:30

ان شاء اللہ

حافظ حسین ممتاز

خطیب مرکز ہذا

نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

ممبر ڈسٹرکٹ مساجد کنٹری لاہور

0321-2222574

حافظ علامہ شاہد صاحب

مفسر قرآن و مصنف کتب کثیرہ

آب دہرا آباد

ایم مرکز جمعیت اہلحدیث صہ پنجاب

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔  
یونٹ، مائیک، ہارڈ سیٹ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تملی بخش کیا جاتا ہے۔

0333-8294645  
055-4237974  
0312-7343693

حافظ آباد چوک نیا کمز فضل مارکیٹ گوبر انوالہ

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (ہینڈز)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک، ہارڈ سیٹ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تملی بخش کیا جاتا ہے۔

چوک نیا کمز نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

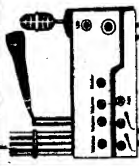
0300-6430739  
055-4213430

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائی دستیاب ہے۔

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر جدید شیکنا لوجی کے ساتھ (نئی ورائی)



فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیا کمز گوجرانوالہ

محمد زیشان ربانی  
0343-6007696

فون نمبر 0300-6430029-0300-4212804, 4226706



1437 11 ربيع الاول مغرب بقائے ظہیر و دمزد اہل بیت  
دسمبر 2015

# تلاوت

با اصول با ضمیر  
ساجد میر  
ساجد میر

استاذ القراء  
محترم جناب  
مکسوی سہتہ  
تاری نوید ان  
آف نیل آباد

خصوصی آمد

**زیر صدارت**

حضرت مولانا

حضرت بقیۃ السلف  
عبداللہ لویف  
مرکزی جمعیت الاحمدیہ  
نائب امیر  
پنجاب

**زیر فگرافی**

مولانا محمد حشر بن اسماعیل

انیر مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل اوکاڑا

عبدالله بن علی  
محمد بن علی  
عبدالله بن علی  
محمد بن علی

مستری عبدالقادر اختر آباد

پروفیسر عبدالرحمن محسن صاحب  
راجہ وصال  
سمتہ نایاب احمد رکنی جمعیت اہل سنت علیہ السلام

حضرت عظیم الداعی  
مولانا حافظ عبد العظیم نذانی  
صاحبزادہ  
آئی جی  
فائبر ایئر لکڑی کی صنعت اور معدنیات پاکستان

مولانا محمد اوسف پسر مری صاحب  
 حافظ محمد اوسف  
 آف لاء  
 دپ نام مری جیت لاء دپ

مفتی محمد رفیع  
مولانا حضرت عبدالرؤف  
حافظ

مولانا **عبدالرزاق شاہ** صاحب  
 حافظ  
 مولانا **عبدالرزاق شاہ** صاحب  
 حافظ

جلیلہ

حضرت مولانا محمد عثمان شاکر صاحب  
حافظ

سین

حانا

سلمان

ما حسن

آوازِ بدانی  
حضرت محمد زکریا بدانی  
آف مارف دالہ

مولانا محمد اکرم شاہ صاحب  
آف آباد

[illegible][illegible]

This image shows a blank, aged, cream-colored page, likely an endpaper or flyleaf of a book. The paper has a slightly textured appearance with some faint smudges and discoloration, characteristic of old paper. The left edge of the page shows the binding of the book.

ملک محمد سلیم خان  
جلی بکری  
A.Y.F. خلع اوکاڑا

رائے حق نواز کمرلہ  
قائم مقام صدر A.Y.F.  
خلع

مرزا محمد سلیم شاہ  
ناظم ساہیوال

میاں شفاء اللہ وسیم  
فی ایم اے فارماوکارا

ضلعی دفتر میں گلی بستی مہر دین  
نزد گریڈ انجین دیپالپور چوک اٹکالہ

**مفت عبدالسمیع اوکاڑوی** امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع اوکاڑا ممبر سڑک ٹرانسپورٹ منسٹر اوکاڑا  
**0300-7539012 0343-6505260**

**0300-7539012 0343-6505260**

# مرکزی جمعیت اہل سنت حیدر خان کے زیر اہتمام

ایمان افزہ

خطبہ جمعہ المیزان

تجلی ملانی

فقید المثال

آشاور ایمان بڑھائے

ابن ابی اسلم کی شریعت

خواتین کیلئے ماہی کا خزانہ انتظام ہوگا

عقیدۃ التوحید

فرقہ وادیت کے بالاتر

آغاز خطبہ 12:45 بجے

مرکز الاسلام اہل حدیث المعروف **ثناء اللہ** منہاج روڈ نزد وائرس پل

منہاج اسلام اہل حدیث والا مرکز رحیم یار خان

نمبر کنارہ غوثیہ کالونی

25 دسمبر 2015 کا خطبہ جمعہ

1 یکم جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

8 جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

طالب علم العابدین قاری حیدر زین

عبداللہ سلیم

حافظ حمزہ شاہد

حفظ اللہ

حفظ اللہ

حفظ اللہ

سعادت عمرہ سے واپسی پر 15 جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

29 جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

شاہد

حافظ

حافظ

حافظ

حفظ اللہ

حفظ اللہ

حفظ اللہ



مرکزی جمعیتہ اعلیٰ ریش برطانیہ کے زیر اہتمام

پیغمبر اکرم ﷺ کا لفظ نبوت

مہمان خصوصی



ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیتہ اعلیٰ شیعہ ہست

شبكة الشيخ المحذوم  
دكتور أحمد صاب  
حسنة القلوب  
فاخرية ابي طالب اصدق انسان

بابت نامہ طیب  
 جناب  
 غلام  
 ڈاکٹر  
 محمداکرم  
 لکھنوی  
 صاحب  
 صاحب  
 لاہور، پاکستان

حضرت امیر المومنین  
 مولانا محمد حنیف صاحب  
 دہلی

واجد ملک  
(پیش پیکیں طائفہ)

عبد الباقب | أبو نيف محمد خير

محمد الوحید خان | خدیج احمد

۲۳ تا ۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ | 25 تا 31 دسمبر 2015ء

30

ہفت روزہ اہل بیت لاہور

27 دسمبر  
پروازاتوار

**DECEMBER 2015**

ظہر تا عشاء

### Venue

## Al-Huda

**Masjid Ahl-e-Hadidh**

119-Lagrange Lane Bradford West  
Yorkshire, BD7 2AA

Ph: 07868178141 07808321950

پروگرام: آغاز کانفرنس

**پہلی نشست** 1 بجے تا 2:30 بجے

دوسری نشست - 2:45 بجے - 3:45 بجے

**ریفریشنمنت و نماز مغرب**

آخری نشست 4:15 بجات 8:15 بجے تک

کھانا و نماز عشاء، رات 8:30 بجے

منیر قاسم

ابراہیم علیہ السلام

عبداللہ علی

حفظ القرآن

محمود حسن زبانی

شفیق الرحمن شافین

مطبخ الزمن

ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى

عبدالله الشافعي

حمود الرحمن

شیخ خان مہدی احمد

آصف احسان

الداعی الخیر: محمد اکبر، الایمن جامع مسجد الہدیٰ اہلحدیث بریڈفورد 7 برطانیہ



# Weekly AHL-E - HADITH

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

CPL No  
116

Head Office:

Tell: 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V:

042-37722876



مرکزی جمعیت اہل حدیث شیخوپورہ

حافظ مولانا محمد عبداللہ

فیضانِ نبوی

32 سالہ  
سیدہ البی

ذاکر الرحمن سیفی

حضرت مولانا عبدالحکیم

12 ربیع الاول  
ہجری 1438

عابدی

محمد حنیف

عبدالوہاب سیفی

سید شاہ

طیب الرحمن

ساجد

منظور احمد

محمد صدیق

عبدالرحمن

محمد شفیق

محمد یوسف

عبدالرحمن

عبدالرزاق

محمد اسد

محمد انیس

محمد بلوچ

0300-8807434  
0300-4875122

اہل حدیث یوتھ فورس

مفت محمد امجد علی